خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 10/ اکتوبر 2022ء | 13/ ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 10/ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 218

فرمانِ رسولؐ

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

(صحیح بخاری کتاب العلم باب مَنۡ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُفَقِّھۡہُ فِی الدِّیۡنِ)

حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے معاویہ سے سنا۔ وہ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے (اور یہ عالم فنا ہو جائے)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

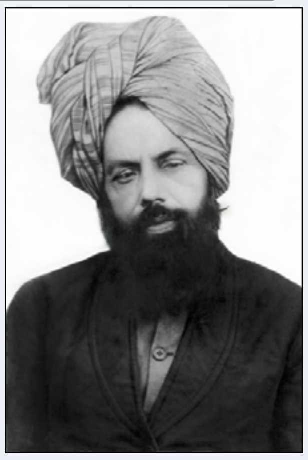

میرے فرقہ کے لوگ

- خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409-410)

- قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اولوالالباب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ (آل عمران: 192) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولوالالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں۔

بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا۔ کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو، فکر کرو، سوچو، تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 65-66 ایڈیشن 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ ۫ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۵﴾

(طٰہٰ: 115)

ترجمہ: پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے۔ پس قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اُس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھا دے۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحۡدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگا لیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپؐ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں
- شہد کے مختلف رنگ اور ان میں شفاء

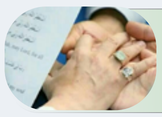

دربارِ خلافت

تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں، تحریرات میں، ارشادات میں ہمیں اپنی بعثت کے مقصد کے بارے میں بتایا۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ اس مقصد بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اُن مقاصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں تا کہ آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والوں میں شمار ہوسکیں۔ ان مقاصد میں سے بعض اس وقت میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

آپ علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں پھر ایمان کو زندہ کرنے کے لئے مامور کیا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ تا کہ لوگ قوتِ یقین میں ترقی پیدا کریں۔ اس بات پر یقین ہو کہ خدا ہے اور دعاؤں کو سنتا ہے اور نیکیوں کا اجر دیتا ہے اور برائیوں کی سزا بھی دیتا ہے۔ آپ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک ایمان کامل نہ ہو، انسان مکمل طور پر نیک اعمال بجالا نہیں سکتا۔ فرمایا کہ جو جو کمزور پہلو ہوگا، اُسی قدر نیک اعمال میں کمی ہوگی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 320 ایڈیشن 2003ء)

پس انبیاء اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور یقین پیدا کرنے آتے ہیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ایک بہت بڑا مقصد ہے تا کہ کمزوریاں دور ہوں اور ایمان کامل ہو۔ یہ آپ کے بعض الفاظ کا ارشادات کا خلاصہ ہے۔ میں نے سارے الفاظ نہیں لئے، اُس کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ بہرحال یہ کمزوریاں کس طرح دُور ہوں گی اور ایمان کس طرح کامل ہوگا؟ اس بارے میں آپ نے بڑا کھل کر واضح فرمایا ہے کہ صرف میری بیعت میں آنے سے نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے مجاہدہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہی اصول خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:70) یعنی اور وہ لوگ جو ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ... یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے کہ: وہ لوگ جو ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں، ہم اُن کے لئے اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 338 ایڈیشن 2003ء)

پس ایمان میں کامل ہونے کا یہ اصول ہے کہ صرف بیعت کرنے سے اصلاح نہیں ہوگی۔ اگر اس کے ساتھ اپنی حالت بدلنے کے لئے مزید کوشش نہیں ہوگی، اگر خالص اللہ تعالیٰ کے ہو کر کوشش نہیں ہوگی، اپنے دلوں کو بدلنے اور پھر عمل کرنے اور جہاد کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو اُس کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ: ’’دنیا میں ہر چیز کی ترقی تدریجی ہے۔ روحانی ترقی بھی اسی طرح ہوتی ہے اور بدُوں مجاہدہ کے کچھ بھی نہیں ہوتا اور مجاہدہ بھی وہ ہو جو خدا تعالیٰ میں ہو۔‘‘ یعنی خالص ہو کر اُس کی تلاش ہو، اُس کی تعلیم پر عمل ہو۔ ’’یہ نہیں کہ قرآن کریم کے خلاف خود ہی بے فائدہ ریاضتیں اور مجاہدہ جوگیوں کی طرح تجویز کر بیٹھے۔ یہی کام ہے، جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے تا کہ میں دنیا کو دکھلا دوں کہ کس طرح پر انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 339 ایڈیشن 2003ء)

اور پھر آپ نے ہمیں کیا دکھایا اور ہم سے کیا امید کی؟ آپ نے وہ نمونے قائم کئے اور اُن نمونوں پر چلنے کی تلقین کی جو آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتوں کے بھی قائم کئے اور حُسنِ خلق کے بھی قائم کئے اور جن کو قائم کرنے کے لئے پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بھی مجاہدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے کہلائے اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ایسے وارث ہوئے کہ ایک دنیا کو اپنے پیچھے چلا لیا۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ آپ کے ماننے والوں کو کیسا انسان بننے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے ... ہمارا کام اور ہماری غرض ... یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ، اس لیے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اَور ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 352 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 22؍نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

پسند آتی ہے اس کو خاکساری

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

الٰہی بخش کے کیسے تھے تیر
کہ آخر ہو گیا ان کا وہ نخچیر

اسی پر اس کی لعنت کی پڑی مار
کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہِ باری

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(درثمین صفحہ 53)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد بیت الاکرام ایلن، ٹیکسس، امریکہ

آج دنیا کی بقاء ہمارے ہاتھوں میں ہے کیونکہ ہم اُس مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں جسے دنیا کو زندگی دینے اور آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کے پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اب اُس کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا و آخرت سنور سکتے ہیں۔ دنیا والوں کو بتائیں کہ تم اِس دنیا کی چمک دھمک اور ترقیات پر خوش نہ ہو جاؤ، مرنے کی بعد کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے اور وہاں اگر انسان خالی ہاتھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنا ہو گا اور پھر وہ کیا سلوک کرتا ہے وہ بہتر جانتا ہے لیکن اِس کے ساتھ ہمیں ہمیشہ اِس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ہم دنیا کو اِس تفصیل سے ہوشیار کریں گے تو ہمارا اَپنا ہر قول وفعل بھی اِس تعلیم کے مطابق ہو

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ نیز سورۃ الاعراف کی آیات 31اور 32 کی تلاوت بمعہ ترجمہ پیش کرنے کے بعد ارشاد فرمایا! آج آپ کو اپنی مسجد کے افتتاح کی اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرما رہا ہے، گو اِس کی تعمیر تو کچھ عرصہ پہلے مکمل ہو گئی تھی لیکن رسمی افتتاح اب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اِس مسجد کا حق اداء کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جنہوں نے اِس کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔

اللہ کی رضا کی خاطر بنائی ہوئی مسجد کا کام تعمیر کے بعد ختم نہیں ہو جاتا

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسجد آپ نے خالصتہً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنائی ہو اور آنحضرتؐ کے اِس ارشاد سے فیض پانے والے ہوں جس میں آپؐ نے فرمایا! جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے لئے ویسا ہی گھر بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنائی ہوئی مسجد کا کام مسجد کی تعمیر کے بعد ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کی رضا کا انسان تبھی حامل بنتا ہے جب اُس کے حکموں پر چلنے، اُس کی عبادت کا حق اور حقوق العباد اداء کرنے، وفاء اور اخلاص سے دین کو دنیا پر مقدم اور اپنی بیعت کا حق اداء کرنے والا ہو۔

اپنی ذمہ داریوں کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا ہو گا

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانہ کے امام اور آنحضرتؐ کے غلام صادق کو مانا، ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آپؑ کو ماننا اور آپؑ کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ ہمارا کام آپؑ کی بیعت میں آ کر ختم نہیں ہو گیا بلکہ پہلے سے بڑھ گیا ہے، تبھی ہم اُن انعامات کے وارث ٹھہریں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے کیا ہے، پس اپنی ذمہ داریوں کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا ہو گا۔ اِس مسجد کو آباد رکھنا، آپس میں پیار و محبت سے رہنا، رواداری اور بھائی چارہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا، اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پیغام دنیا کو دینا، مسلسل دعاؤں سے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینا نیز اپنی نسلوں کی اصلاح کی فکر کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ تبھی ہم مسجد کا حق بھی اداء کر سکیں گے۔

دنیا کو ایک واضح فرق نظر آنا چاہئے

آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا! جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو وہاں مسجد بنا دو۔ اب اِس مسجد کے بننے سے ظاہری طور پر تعارف اِس علاقہ میں ہو جائے گا، مسجد سے تعارف ہمسائیوں اور یہاں سڑک سے گزرنے والوں کو بھی ہو گا اور یہ جو تعارف کا راستہ کھلا ہے اِس سے آپ کے تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے۔ پس ہر احمدی کو اسلام کی تعلیم کا نمونہ بھی بننا پڑے گا اور بننا چاہئے، دنیا کو ایک واضح فرق نظر آنا چاہئے کہ اِس دنیا دار معاشرہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیا میں رہتے، دنیا کے کام کرتے ہوئے پھر دین کو دنیا پر مقدم، اپنے پیدا کرنے والے قادر و توانا خدا سے تعلق اور مخلوق سے ہمدردی رکھنے اور اِس کے کام آنے والے بھی ہیں۔ جب یہ چیز دنیا دار دیکھتے ہیں تو اُن میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور پھر یہی اسلام کی تبلیغ کے راستے کھولتا ہے، پس اب ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کی عملی تصویر بننے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مسجد میں آنے والے حقیقی مؤمنوں کو پہلی نصیحت

حضور انور ایدہ اللہ نے اوّل الذکر آیات مبارکہ کی روشنی میں بیان فرمایا! پس اللہ تعالیٰ نے حقیقی مؤمنوں، مسجد میں آنے والوں کو بحوالہ مسجد پہلی نصیحت یہ فرمائی ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے سامان کرو اور اِس کے لئے سب سے اہم چیز انصاف قائم کرنا ہے۔ اب جہاں اللہ تعالیٰ غیروں اور دشمنوں سے بھی انصاف قائم کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اپنوں سے کس قدر پیار و محبت سے ہمیں رہنا چاہئے اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی ایسے لوگوں پر پڑتی ہے۔ جب یہ لوگ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں تو وہ اُن کی عبادت کو قبول فرماتا ہے لیکن اگر ایک شخص اپنے گھر میں اپنی بیوی سے نیک سلوک نہیں کر رہا، ہر وقت اُسے طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہوا ہے، بچے اُس سے علیحدٰہ خوفزدہ ہیں اور پھر وہ اپنے عمل سے بچوں کی دین سے دُوری کا باعث بھی بن رہا ہے تو پھر اُس کے نہ ہی جماعتی کام اور نہ ہی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے حضور قابل قبول ہوتے ہیں۔ اِس دوعملی کی وجہ سے دھوکا ہے جو انسان کسی اور کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو دے رہا ہوتا ہے۔

یہ معیار حاصل کرنا ہمارا کام ہے

پس حقیقی مومن وہی ہے جو اندر اور باہر انصاف قائم کرنے والا اور اُس کا قول وفعل اندر اور باہر ایک جیسا ہے اور یہی لوگ وہ ہیں جو حقیقت میں مسجد کی آبادی کا حق اداء کرنے والے ہیں کیونکہ اِن کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیّت سے پُر ہیں۔ پس یہ معیار حاصل کرنا ہمارا کام ہے ورنہ صرف مسجد بنا دینا اور یہاں آ کر نمازیں پڑھ لینا جلدی جلدی اپنے سر سے بوجھ اُتارنے کے لئے یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور جب انسان یہ معیار حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک معصوم بچہ کی طرح اور اُس کا انجام بخیر ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ بندوں کے حق بھی اداء کر رہا ہے۔ کسی کو اِس بات پر ہی ناز نہیں ہونا چاہئے کہ مَیں بہت نماز پڑھنے والا، پانچ وقت مسجد میں آجاتا اور جماعت کے کام بھی کر رہا ہوں تو یہ کافی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا! جو بندوں کے حقوق اداء نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی حق اداء نہیں کرتا۔ پس کسی خوش فہمی میں ہمیں نہیں رہنا چاہئے، حقیقی عابد اور مسجدوں کو آباد کرنے والا وہ ہے جو خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیّت اپنے اندر رکھتے ہوئے اُس کے حکموں پر عمل کرنے والا ہو۔

مسلمانوں کی حالت بگڑنے کی وجہ سے ہی زوالِ اسلام شروع ہوا

جب اُنہوں نے انصاف اور عبادتوں کو دکھاوا بنا لیا یا اُس کا حق اداء نہیں کیا اور پھر سب کچھ ضائع ہو گیا، خوبصورت مسجدیں تو بے شک بناتے رہے اور بنا رہے ہیں اور احمدیوں کی مساجد کو تو آجکل گرانے کا بھی زور ہے اِس لئے کہ اُن کی مسجدوں جیسی شکل (مینار و محراب) نہ ہو لیکن عباد الرحمٰن نہیں اِن میں پیدا ہوئے۔۔۔حضرت علیؓ سے مروی ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا! عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سواء اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا، الفاظ کے سواء قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا، اُس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی، اُن کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بد ترین مخلوق ہوں گے، اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُنہی میں لَوٹ جائیں گے۔ اور یہی کچھ ہم آجکل اکثر مسلمانوں کی مساجد میں دیکھ رہے ہیں تو یہ حالت ہمیں ہوشیار کرنے والی ہے۔۔۔ ہم ہی ہیں جنہوں نے اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوباہ قائم کرنا ہے، دنیا کو ہم نے بتانا ہے تم جو اسلام اور مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہو اور تمہارے نزدیک یہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں لیکن یاد رکھو! یہی لوگ ہیں جن کی تعلیم پر عمل سے دنیا کی بقاء ہے، پس مکمل خود اعتمادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اُس کے آگے جھکتے، مانگتے ہوئے ہمیں دنیا کی رہنمائی کا کام کرنا ہو گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے بڑی متوازن تعلیم دی ہے

دنیا بھی کماؤ لیکن دین کو بھی ہمیشہ سامنے رکھو، اِس میں اِسراف نہ کرو اور حقیقی مؤمن وہی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے۔ اور جب ایک انسان حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کے لئے رزق کے بھی نئے سے نئے راستے کھولتا اور اُس کے کام میں برکت بھی عطاء فرماتا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلے اور اپنی زندگی کو اُس کے احکامات کے مطابق ڈھالے، اپنی عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرے اُسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی ضروریات بھی مِل جاتی ہیں۔ ہاں! دنیاوی لالچ کی خواہشات بڑھتی جاتی ہیں اور اگر یہ بڑھ جائیں تو ایسی آگ ہے کہ جو کبھی بجھتی نہیں ہے۔

تعمیر مسجد کا مقصد

آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اَور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، پس ہمیں اُن ایمان لانے والوں میں سے ہونا چاہئے جو مسجدوں کو آباد کرنے والے ہیں اور مسجد کو آباد کرنے والوں کی نشانی ہے کہ وہ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرتے ہیں کہ کب وقت ہو اور ہم نماز کے لئے جائیں، پس یہ مقصد ہے مسجد کی تعمیر کا کہ اِسے آباد کرنا اور کس طرح آباد کرنا ہے۔ پس یہ مسجد بنانے کے بعد یہاں کے رہنے والوں کا کام ہے کہ اِسے آباد بھی کریں۔ یہی طریق ہے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب اور اپنی اصلاح کرنے اور اپنی نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے کا ورنہ موجودہ زمانے کی چمک دھمک ہماری نسلوں کو دین سے دُور لے جائے گی، بچپن سے ہی اُنہیں مسجد کے ساتھ جوڑنے اور دین کی اہمیت بتانے کی ضرورت ہے اور یہ ماں، باپ دونوں کا کام ہے۔ اِس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں! مسجد کے بننے اور اَب افتتاح سے جماعت کا مزید تعارف ہو گا، مسجد اور اسلام کا تعارف ہو گا تو تبلیغ کے راستے کھلیں اور مزید رابطے بھی ہوں گے، پس اِن سے فائدہ اُٹھا کر اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانا بھی ہر احمدی کا کام ہے۔

اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے، یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس شہر یا گاؤں میں ہماری مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بااخلاص ہو، محض للہ اُسے کیا جاوے۔ پس آپؑ کے فرمان کے مطابق مسجد سے جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی، اگر یہاں کے احمدیوں کی کوششیں اخلاص سے ہوں گی، عبادتوں کے معیار ہوں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ سمجھیں کہ اب جماعت کی ترقی کی بنیاد یہاں بھی پڑ گئی ہے۔ پس اپنی عبادتوں اور اخلاص کے معیار بڑھاتے چلے جائیں، اپنی نسلوں میں بھی اِس اخلاص اور دعاء اَور عبادت کی اہمیت کو منتقل کرتے چلے جائیں تو اِس مادی دنیا کے دلدادوں میں بھی ہم انقلاب پیدا ہوتا دیکھیں گے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں سے نہیں بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ اخلاص کے ساتھ نمازیں پڑھنے والے اور اِس مسجد کو آباد کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں اور عبادتوں کو بھی قبول فرمائے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16/ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض کارناموں، اوّلیات اور مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

’’پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ مُردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے اور ابوبکرؓ کا درجہ اس کے ظاہری اعمال سے ہی نہیں بلکہ اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے کارناموں کا ذکر

ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں

ذِمیوں کے حقوق

کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔ ذمی وہ لوگ تھے جو اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر کے اپنے مذہب پر قائم رہے اور اسلامی حکومت نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برعکس فوجی خدمت سے بری تھے اور زکوٰۃ بھی ان پر عائد نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے ان کے جان و مال اور دوسرے انسانی حقوق کی حفاظت کے بدلے ان سے ایک معمولی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جسے عرف عام میں

جزیہ

کہتے ہیں۔ اس کی مقدار صرف چار درہم فی کس سالانہ تھی اور یہ صرف بالغ، تندرست اور قابل کار افراد سے وصول کیا جاتا تھا۔ بوڑھے، اپاہج، نادار، محتاج اور بچے اس سے بری تھے بلکہ معذوروں، محتاجوں کو اسلامی بیت المال سے مدد دی جاتی تھی۔ عراق اور شام کی فتوحات کے دوران میں متعدد قبائل اور آبادیاں جزیہ کی بنیاد پر اسلامی رعایا بن گئے۔ ان سے جو معاہدے ہوئے ان میں اس قسم کی شقیں بھی رکھی گئیں کہ ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہیں کیے جائیں گے اور نہ ان کا کوئی ایسا قلعہ گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہوں۔ ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہو گی اور نہ تہوار کے موقع پر صلیب نکالنے سے روکے جائیں گے۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 183 البدر پبلیکیشنز لاہور 2000ء) یعنی وہ صلیب کا جلوس بھی نکال سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں اہلِ حیرہ کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو معاہدہ صلح کیا تھا اس میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی عہد کیا گیا تھا کہ ایسا بوڑھا آدمی جو کام سے معذور ہو جائے یا اس پر کوئی مرض یا مصیبت آن پڑے یا جو پہلے مالدار ہو اور پھر ایسا غریب ہو جائے کہ اس کے ہم مذہب اسے خیرات دینے لگیں تو اس کے سر سے جزیہ ساقط کر دیا جائے گا یعنی ختم کر دیا جائے گا اور جب تک وہ دارالہجرت اور دارالاسلام میں رہے گا، جہاں اسلامی حکومت ہے وہاں رہے گا اس کے اور اس کے اہل و عیال کے مصارف مسلمانوں کے بیت المال سے پورے کیے جائیں گے۔ البتہ اگر ایسے لوگ دارالہجرت اور دارالاسلام چھوڑ کر باہر چلے جائیں، دوسرے ملکوں میں چلے جائیں تو ان کے اہل و عیال کی کفالت مسلمانوں کے ذمہ نہیں ہو گی۔

(کتاب الخراج لابی یوسف فصل فی الکنائس والبیع صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ المکتبہ التوفیقیہ ۲۰۱۳ء)

ایک روایت کے مطابق

اہلِ حیرہ کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کے معاہدہ میں درج تھا کہ محتاجوں، اپاہجوں اور تارک الدنیا راہبوں کو جزیہ معاف ہو گا۔

(ابوبکر الصدیقؓ از محمد حسنین ہیکل مترجم صفحہ 318 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

پھر ایک

جمع قرآن کا بہت بڑا کام

ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ جمع قرآن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد زریں کا بے مثال اور عظیم کارنامہ ہے۔ اس کا پس منظر مسیلمہ کذاب سے ہونے والی جنگ یمامہ سے متصل ہے۔ جنگِ یمامہ میں بارہ سو مسلمان شہید ہو گئے اور ان میں کبار صحابہؓ اور حفّاظِ قرآن کی بھی ایک واضح اکثریت تھی اور ایک روایت کے مطابق حفاظ شہداء کی تعداد سات سو تک بیان ہوئی ہے۔

(حضرت ابوبکرؓ از محمد حسنین ہیکل، مترجم انجم شہباز سلطان صفحہ 393 بک کارنرز جہلم پاکستان)

(قرآن کیسے جمع ہوا؟ از مولانا محمد احمد مصباحی صفحہ 58 مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

چنانچہ اس صورتحال میں حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لیے انشراحِ صدر عطا فرمایا۔ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے اس کا تذکرہ کیا جس کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی ہے: عُبید بن سَبّاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے بتایا کہ اہلِ یمامہ سے جنگ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بلایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر بن خطابؓ بھی آپؓ کے پاس بیٹھے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا عمرؓ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن کریم کے بہت سے حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ مختلف جنگوں میں بہت سے قاری یا حفاظِ قرآن شہید ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے

حضرت عمرؓ نے کہا کہ میری رائے میں آپؓ جمع قرآن کا حکم دیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیدؓ کو فرمایا کہ میں نے عمرؓ سے کہا ہے کہ تُو وہ کام کیسے کرے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو عمرؓ نے کہا کہ اس کام میں بخدا خیر ہی خیر ہے۔ عمرؓ نے یہ بات مجھ سے اتنی بار کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے مجھے انشراحِ صدر عطا فرما دی اور میری بھی عمرؓ کی مانند رائے ہو گئی ہے۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے زید! یقیناً تُو ایک جوان اور عقلمند آدمی ہے اور ہم تجھے کسی الزام یا عیب سے پاک سمجھتے ہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ پس اب تم قرآن شریف کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسے جمع کرو۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر وہ کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری میرے سپرد کرتے تو وہ میرے لیے قرآن کریم کے جمع کرنے کے حکم سے زیادہ گراں نہ ہوتی۔ یہ تو بہت بڑا کام تھا جو میرے سپرد کیا۔ میں نے عرض کیا

آپ لوگ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بخدا! یہ کام سراسر خیر ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اتنی بار یہ بات دہرائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لیے انشراحِ صدر عطا فرما دیا جس کے لیے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو انشراحِ صدر عطا فرمایا تھا۔ پس مَیں نے قرآنِ کریم کی تلاش شروع کر دی اور اسے کھجوروں کی شاخوں اور سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کیا۔ یہاں تک کہ سورۂ توبہ کا آخری حصہ مجھے حضرت ابو خُزَیمہ انصاریؓ سے ملا جو اُن کے سوا کسی اَور سے نہیں ملا جو یہ ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ: 128) یہاں سے لے کر سورۂ توبہ کے آخر تک۔ پھر

قرآن کریم کے تحریری صحیفے حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک انہی کے پاس رہے۔ پھر حضرت عمرؓ کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ اس کے بعد حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن حدیث نمبر ۴۹۸۶)

امام بغوی اپنی کتاب شرح السنہ میں جمعِ قرآن کی احادیث پر حاشیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا اسے صحابہ کرامؓ نے من وعن بغیر کسی کمی بیشی کے مکمل جمع کر دیا تھا اور صحابہ کرام کا قرآن مجید کو جمع کرنے کا سبب حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ پہلے قرآن مجید کھجور کی شاخوں، پتھر کی سلیٹوں، سلوں اور حفاظِ کرام کے سینوں میں بکھرا ہوا تھا۔ صحابہ کرام کو خدشہ ہوا کہ حفاظِ کرام کی شہادت سے قرآن مجید کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے اس لیے وہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ کام سب صحابہ کرام کے اتفاق سے ہوا لہٰذا انہوں نے قرآن مجید کو بلا تقدیم و تاخیر جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ٹھیک ٹھیک اسی طرح مرتب کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو قرآن مجید سناتے تھے اور انہیں بالکل اسی ترتیب سے قرآن سکھاتے تھے جس طرح یہ اب ہمارے سامنے مصاحف میں موجود ہے۔ یہ ترتیب جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی تھی۔ وہ آپؐ کو ہر آیت کے نزول پر بتاتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد لکھوایئے۔

(شرح السنۃ کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن روایت ۱۲۳۲ جلد ۲ صفحہ ۴۸۴-۴۸۵ المکتبۃ التوفیقیۃ ۲۰۱۴ء)

قرآن کریم کے جمع کرنے کا کام حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ہوا۔

حضرت علیؓ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رحمت نازل فرمائے۔ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کو کتابی صورت میں محفوظ کیا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب فضائل القرآن روایت نمبر ۳۰۸۵۶ مترجم جلد ۸ صفحہ ۸۲۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع قرآن کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’جو بات اس وقت تک نہ ہوئی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ایک جلد میں قرآن شریف جمع نہیں ہوا تھا۔ جب یہ پانچ سو قرآن کا حافظ اس لڑائی‘‘ یعنی جنگِ یمامہ ’’میں مارا گیا۔ تو حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور انہیں جا کے کہا کہ ایک لڑائی میں پانچ سو حافظِ قرآن شہید ہوا ہے اور ابھی تو بہت سی لڑائیاں ہمارے سامنے ہیں۔ اگر اَور حفاظ بھی شہید ہو گئے تو لوگوں کو قرآنِ کریم کے متعلق شبہ پیدا ہو جائے گا اس لیے قرآن کو ایک جلد میں جمع کر دینا چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلے تو اس بات سے انکار کیا لیکن آخر آپؓ کی بات مان لی۔

حضرت ابوبکرؓ نے زید بن ثابتؓ کو اِس کام کے لیے مقرر کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن کریم لکھا کرتے تھے اور کبار صحابہؓ ان کی مدد کے لیے مقرر کیے۔

گو ہزاروں صحابہؓ قرآن شریف کے حافظ تھے لیکن قرآن شریف کے لکھتے وقت ہزاروں صحابہ کو جمع کرنا تو ناممکن تھا اِس لیے حضرت ابوبکرؓ نے حکم دے دیا کہ قرآنِ کریم کو تحریری نسخوں سے نقل کیا جائے اور ساتھ ہی یہ احتیاط کی جائے کہ کم سے کم دو حافظ قرآن کے اَور بھی اس کی تصدیق کرنے والے ہوں۔ چنانچہ متفرق چمڑوں اور ہڈیوں پر جو قرآنِ شریف لکھا ہوا تھا وہ ایک جگہ پر جمع کر دیا گیا اور قرآنِ شریف کے حافظوں نے اس کی تصدیق کی۔ اگر قرآنِ شریف کے متعلق کوئی شبہ ہوسکتا ہے تو محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اس وقت کے درمیانی عرصہ کے متعلق ہوسکتا ہے مگر کیا کوئی عقلمند یہ تسلیم کرسکتا ہے کہ جو کتاب روزانہ پڑھی جاتی تھی اور جو کتاب ہر رمضان میں اونچی آواز سے پڑھ کر دوسرے مسلمانوں کو حفاظ سناتے تھے اور جس ساری کی ساری کتاب کو ہزاروں آدمیوں نے شروع سے لے کر آخر تک حفظ کیا ہوا تھا اور جو کتاب گو ایک جلد میں اکٹھی نہیں کی گئی تھی لیکن بیسیوں صحابہؓ اس کو لکھا کرتے تھے اور ٹکڑوں کی صورت میں لکھی ہوئی وہ ساری کی ساری موجود تھی اسے ایک جلد میں جمع کرنے میں کسی کو دِقت محسوس ہوسکتی تھی۔ اور پھر کیا ایسے شخص کو دقت ہوسکتی تھی جو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کی کتابت پر مقرر تھا اور اس کا حافظ تھا اور جب کہ قرآن روزانہ پڑھا جاتا تھا کیا یہ ہوسکتا تھا کہ اِس جلد میں کوئی غلطی ہو جاتی اور باقی حافظ اس کو پکڑ نہ لیتے۔ اگر اس قسم کی شہادت پر شبہ کیا جائے تو پھر تو دنیا میں کوئی دلیل باقی نہیں رہتی۔

حق یہ ہے کہ دنیا کی کوئی تحریر ایسے تواتر سے دنیا میں قائم نہیں جس تواتر سے قرآن شریف قائم ہے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 432-433)

بعد میں آپؓ یہ دلیل فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم اصلی حالت میں ہے اور کوئی اس میں ردّ و بدل نہیں ہے جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ تبدیلی ہوئی، اور یہ تھا، اور وہ تھا۔ آج کل بھی اعتراض اٹھتے ہیں اس کا یہ جواب ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا قرآن نہ لکھا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے زمانہ میں یقیناً سارا قرآن لکھا گیا‘‘ تھا۔ یہ جو کہتے ہیں نہیں لکھا گیا یہ غلط ہے۔ لکھا گیا تھا۔ ’’جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ جب کوئی حصہ نازل ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے اسے فلاں جگہ داخل کرو۔ جب یہ تاریخی ثبوت موجود ہے تو پھر یہ کہنا کہ قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پورا نہ لکھا گیا تھا بے وقوفی ہے۔ رہا یہ سوال کہ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کیوں لکھا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن اس طرح ایک جلد میں نہ تھا جس طرح اب ہے۔ حضرت عمرؓ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قرآن محفوظ نہیں۔ اس لیے انہوں نے اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ سے جو الفاظ کہے وہ یہ تھے کہ اِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ جَمْعَ الْقُرْاٰنِ۔ مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیں۔ یہ نہیں کہا کہ آپ اس کی کتابت کرا لیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے زیدؓ کو بلا کر کہا کہ قرآن جمع کرو چنانچہ فرمایا اِجْمَعْهُ۔ اسے ایک جگہ جمع کر دو یہ نہیں کہا کہ اسے لکھ لو۔ غرض الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ اس وقت قرآن کے اوراق کو ایک جلد میں اکٹھا کرنے کا سوال تھا لکھنے کا سوال نہ تھا۔‘‘

(فضائل القرآن (۱)، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 514-515)

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں قرآن کریم ایک جلد میں جمع کر دیا گیا اور بعد میں حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں مزید پیش رفت یہ ہوئی کہ تمام عرب بلکہ تمام مسلم دنیا کو ایک قراءت پر جمع کر دیا گیا۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ کے دور میں قرآن کریم کی اشاعت کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانے میں شکایت آئی کہ مختلف قبائل کے لوگ مختلف قراءتوں کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور غیر مسلموں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے کئی نسخے ہیں۔ اس قراءت سے مراد یہ ہے کہ کوئی قبیلہ کسی حرف کو زبر سے پڑھتا ہے دوسرا زیر سے پڑھتا ہے تیسرا پیش سے پڑھتا ہے اور یہ بات سوائے عربی کے اَور کسی زبان میں نہیں پائی جاتی۔ اِس لیے عربی نہ جاننے والا آدمی جب یہ سنے گا تو وہ سمجھے گا کہ یہ کچھ کہہ رہا ہے اور وہ کچھ کہہ رہا ہے حالانکہ وہ ایک ہی بات رہے ہوں گے۔ پس اس فتنہ سے بچانے کے لیے حضرت عثمانؓ نے یہ تجویز فرمائی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جو نسخہ لکھا گیا تھا اس کی کاپیاں کروالی جائیں اور مختلف ملکوں میں بھیج دی جائیں اور حکم دے دیا جائے کہ بس اِسی قراءت کے مطابق قرآن پڑھنا ہے اور کوئی قراءت نہیں پڑھنی۔ یہ بات جو حضرت عثمانؓ نے کی بالکل معیوب نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب لوگ قبائلی زندگی بسر کرتے تھے یعنی ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے الگ رہتا تھا اس لیے وہ اپنی اپنی بولی کے عادی تھے۔ یعنی اپنا اپنا ان کا بولنے کا انداز تھا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جمع ہو کر عرب لوگ متمدن ہو گئے اور ایک عامی زبان کی بجائے عربی زبان ایک علمی زبان بن گئی۔ کثرت سے عرب کے لوگ پڑھنے اور لکھنے کے علم سے واقف ہو گئے جس کی وجہ سے ہر آدمی خواہ کسی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اسی سہولت سے وہ لفظ ادا کرسکتا تھا جس طرح علمی زبان میں وہ لفظ بولا جاتا تھا جو درحقیقت ملک کی زبان تھی۔ پس کوئی وجہ نہ تھی کہ جب سارے لوگ ایک علمی زبان کے عادی ہو چکے تھے انہیں پھر بھی اجازت دی جاتی کہ وہ اپنے قبائلی تلفظ کے ساتھ ہی قرآن شریف کو پڑھتے چلے جائیں اور غیر قوموں کے لیے ٹھوکر کا موجب بنیں۔ اِس لیے حضرت عثمانؓ نے اِن حرکات کے ساتھ

قرآن شریف کو لکھ کر جو مکہ کی زبان کے مطابق تھا سب ملکوں میں کاپیاں تقسیم کر دیں اور آئندہ کے متعلق حکم دے دیا کہ سوائے مکی لہجہ کے اَور کسی قبائلی لہجہ میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے۔ اِس امر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یورپ کے مصنف اور دوسری قوموں کے مصنف ہمیشہ یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کوئی نیا قرآن بنا دیا تھا یا عثمان نے کوئی نئی تبدیلی قرآن کریم میں کر دی تھی لیکن حقیقت وہ ہے جو بیان کی گئی ہے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 433-434)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’قرآن بلا شبہ وحی متلو ہے اور پورے کا پورا یہاں تک کہ نقطے اور حروف بھی قطعی متواتر ہیں اور اللہ نے اسے کمال اہتمام کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت میں نازل فرمایا ہے۔ پھر اس کے بارے میں تمام قسم کے اہتمام کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور آپؐ نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک ایک آیت جیسے وہ (قرآن) نازل ہوتا رہا لکھنے پر مداومت فرمائی۔

یہاں تک کہ آپ نے اسے مکمل طور پر جمع فرمایا اور بنفس نفیس آیات کو ترتیب دیا اور انہیں جمع کیا اور نماز میں اور نماز سے باہر اس کی تلاوت پر مداومت فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے رحلت فرما گئے اور اپنے رفیقِ اعلیٰ اور محبوب رب العالمین سے جا ملے۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’پھر اس کے بعد خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تمام سورتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ترتیب کے مطابق جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ پھر (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اللہ نے خلیفۂ ثالث (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو توفیق عطا فرمائی تو آپؓ نے لغتِ قریش کے مطابق قرآن کو ایک قراءت پر جمع کیا اور اسے تمام ملکوں میں پھیلا دیا۔‘‘

(حمامة البشریٰ مترجم صفحہ 101-102)

یہ سوال ہے کہ

صحیفہ صدیقی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لکھوایا تھا، کب تک محفوظ رہا

اس بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کے ذریعہ جس قرآن کریم کو ایک جلد میں مرتب کروایا اس کو صحیفۂ صدیقی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آپؓ کی وفات تک رہا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا اور حضرت عمرؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے سپرد کر دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو نہ دیا جائے۔ البتہ جس کو نقل کرنا یا اپنا نسخہ صحیح کرنا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت حفصہؓ سے عاریتاً لے کر چند نسخے نقل کروائے اور وہ نسخہ حضرت حفصہ کو واپس لوٹا دیا۔ جب مروان مدینہ کا حاکم ہوا تو اس نے اس نسخہ کو حضرت حفصہؓ سے لینا چاہا لیکن حضرت حفصہؓ نے انکار کر دیا۔ حضرت حفصہ کے انتقال کے بعد مروان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے لے کر اس کو ضائع کر دیا لیکن حضرت عثمانؓ اس کو پہلے محفوظ کروا چکے تھے۔

(سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 44 دار الاشاعت کراچی 2004ء)

(فتح الباری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن…الخ جلد ۸ صفحہ ۶۳۶-۶۳۷ دار الریان للتراث القاھرہ ۱۹۸۷ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے جو کام سر انجام دیے یا جو کارنامے سب سے پہلے ان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں

اوّلیاتِ ابوبکرؓ

کا نام دیا گیا ہے۔ مختلف باتیں ہیں جو اُن کے کام تھے جو سب سے پہلے انہوں نے انجام دیے۔ آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ دوسرے یہ کہ مکہ میں آپؓ نے اپنے گھر کے سامنے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ پھر تیسرا یہ کہ مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں سب سے پہلے قریش مکہ سے قتال کیا۔ چوتھا یہ کہ سب سے پہلے متعدّد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی پاداش میں ظلم و ستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کیا۔ پانچواں یہ کہ سب سے پہلے قرآن کریم کو ایک جلد میں جمع کیا۔ چھٹا یہ کہ سب سے پہلے انہوں نے قرآن کا نام مُصْحَف رکھا۔ ساتواں یہ کہ سب سے پہلے خلیفۂ راشد قرار پائے۔ آٹھواں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے پہلے امیر الحج مقرر ہوئے۔ نواں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے پہلے نماز میں مسلمانوں کی امامت کی۔ دسواں یہ کہ اسلام میں سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔ گیارہ یہ کہ اسلام میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کا مسلمانوں نے وظیفہ مقرر کیا۔ بارھواں یہ کہ سب سے پہلے خلیفہ جنہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ کو آپ نے نامزد فرمایا تھا۔ تیرھواں یہ کہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کی بیعتِ خلافت کے وقت ان کے والد حضرت ابو قحافہ زندہ تھے۔ چودھواں یہ کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں اسلام میں کوئی لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ پندرھواں یہ کہ سب سے پہلے شخص جن کی چار پشتوں کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد صحابی حضرت ابو قحافہؓ، حضرت ابوبکرؓ خود صحابی، ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ اور ان کے پوتے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ یہ سب صحابہ تھے۔

(الصدیق از پروفیسر علی محسن صدیقی، صفحہ 381-382)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب

کے بارے میں لکھا ہے

حلیہ مبارک

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مروی ہے یعنی ان کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ انہوں نے ایک عربی شخص کو دیکھا جو پیدل چل رہا تھا اور آپ اس وقت اپنے ہودج میں تھیں۔ آپؓ نے فرمایا میں نے اس شخص سے زیادہ حضرت ابوبکرؓ سے مشابہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے کہا حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپؓ ہمارے لیے حضرت ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کریں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ گورے رنگ کے شخص تھے۔ دبلے پتلے تھے رخساروں پر گوشت کم تھا۔ کمر ذرا خمیدہ تھی، ذرا جھکی ہوئی تھی کہ آپؓ کا تہ بند بھی کمر پہ نہیں رکتا تھا اور نیچے سرک جاتا تھا۔ چہرہ کم گوشت والا تھا۔ چہرہ زیادہ بھرا ہوا نہیں تھا۔ آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۴۰۔ ’ابوبکر الصدیقؓ‘ ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابنِ سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ خضاب لگاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں مہندی اور کَتَم سے رنگ لگاتے تھے اپنے بالوں پہ، داڑھی پہ۔ کتم ایک بوٹی کا نام ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شیبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیث 4304۔ جلد 12 صفحہ 248۔249 مع حاشیہ، نورؓ فاؤنڈیشن ربوہ)

خشیتِ الٰہی اور زہد و تقویٰ

کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن جعفرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو کچھ زمین عطا فرمائی۔ دونوں میں ایک درخت کے لیے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بحث کے دوران کوئی سخت بات کہہ دی لیکن بعد میں اس پر نادم ہوئے اور کہا ربیعہ تم بھی مجھے کوئی ایسی سخت بات کہہ دو تا کہ وہ اس کا قصاص ہو جائے۔ جس طرح میں نے سختی سے بات کی تم بھی مجھے بات کہہ دو لیکن حضرت ربیعہؓ نے انکار کر دیا۔ وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ربیعہ تم سخت جواب نہ دو لیکن یہ دعا دو غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اے ابوبکر! اللہ تم سے درگذر فرمائے۔ اس پر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات جب سنی تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ زار و قطار روتے ہوئے واپس لَوٹے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر عسقلانی، جلد 7 صفحہ 31 حدیث 3661 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک پرندہ دیکھا جو ایک درخت پر تھا۔ آپؓ نے کہا

اے پرندے! تجھے خوشخبری ہو۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری مانند ہوتا۔

تم درخت پر بیٹھتے ہو اور پھل کھاتے ہو اور پھر اڑ جاتے ہو۔

تم پر کوئی حساب ہو گا اور نہ ہی کوئی عذاب۔

اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں راستے کے ایک جانب ایک درخت ہوتا اور اونٹ میرے پاس سے

گزرتا اور مجھے پکڑتا اور اپنے منہ میں ڈال لیتا اور مجھے چبا ڈالتا پھر وہ مجھے جلدی سے نگل لیتا پھر اونٹ مجھے مینگنی کی صورت میں باہر نکالتا اور میں انسان نہ ہوتا۔

(کنزالعمال جزء ۱۲ صفحہ ۲۳۷ کتاب الفضائل باب فضائل الصحابہ حدیث: ۳۵۶۹۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النبا کی آیت نمبر 41 وَیَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا اور کافر کہے گا اے کاش! میں خاک ہو چکا ہوتا، کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ”بعض مسلمان فرقے صحابہؓ کے بغض میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ موت کے وقت یہی فقرہ کہتے تھے پس ان کا کفر ثابت ہے۔“ یعنی کیونکہ حضرت ابوبکرؓ یہ پڑھا کرتے تھے وَیَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا تو اس لیے وہ کافر ہوئے نعوذ باللہ۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ”حالانکہ اگر یہ روایت ثابت ہو“ اگر یہ سچی بات ہے ”اور یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ہو تو ابوبکرؓ کے ایمان کے لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کفّار کی باتوں کا منکر یعنی ابوبکرؓ یہ کہے گا کہ کاش! میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہی ہوتا کہ نہ وہ میرے نیک اعمال کا بدلہ دیتا اور نہ میری غلطیوں کی سزا دیتا۔ اور یہ فقرہ ایک مومن کامل کا فقرہ ہے۔ حدیثوں میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اعمال کی وجہ سے بخشا نہیں جاؤں گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاؤں گا۔ کافر کا لفظ اس جگہ طنزاً استعمال ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اسے کافر کہتے ہیں جو جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا تھا اور جس نے اپنا سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا تھا اور گیارہ سال کی بیٹی آپؐ سے بیاہ دی تھی جبکہ آپؐ کی عمر چوّن پچپن سال کی تھی اور ہجرت میں آپؐ کے ساتھ تھا جبکہ سارے مکہ کے مقابلہ میں آپؐ صرف ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔ قرآن کریم طنزاً کہتا ہے کہ یہ قربانیاں دینے والا شخص تو کافر ہے۔“ اگر یہ سمجھا جائے کہ ابوبکر کے متعلق بھی یہ آیت ہے تو یہ طنزاً لفظ استعمال ہوا ہے کہ یہ قربانیاں دینے والا شخص تو کافر ہے ”مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے اعمال کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی عمل کی نہیں دکھائی وہ مومن بنتے ہیں۔“

(تفسیر صغیر، سورۃ النبا زیر آیت 41 صفحہ 798 حاشیہ)

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے میری بیٹی! تُو جانتی ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور عزیز مجھے تم ہو اور میں نے اپنی فلاں جگہ کی زمین تمہیں ہبہ کی تھی۔ اگر تم نے اس پر قبضہ کیا ہوتا اور اس کے نفع سے استفادہ کیا ہوتا تو وہ یقیناً تمہاری ملکیت میں تھی لیکن اب وہ میرے تمام وارثوں کی ملکیت ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ تم وہ واپس لوٹا دو۔ وہ ہبہ واپس لوٹا دو کیونکہ اس پہ تم نے قبضہ نہیں کیا اور میری زندگی میں وہ زمین میرے استعمال میں ہی رہی تا کہ وہ میری ساری اولاد میں اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم ہو جائے اور میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی ہو گی۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا آپ کے حکم کی حرف بہ حرف تعمیل کی جائے گی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۴۵-۱۴۶۔ ذکر وصیۃ ابی بکر۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی (مترجم) صفحہ 89 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

ذیل کا جو واقعہ میں بیان کرنے لگا ہوں یہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے لیکن آپ کے مناقب کے ضمن میں بھی یہاں دوبارہ ذکر کرتا ہوں۔

جب خلافت کی ردا آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہنائی تو اس وقت کا ذکر ہے کہ اگلے دن حضرت ابوبکرؓ جو کپڑے کی تجارت کرتے تھے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حسب معمول کندھے پر کپڑوں کے تھان رکھ کر بازار کی طرف روانہ ہوئے۔

راستے میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بازار۔ انہوں نے کہا آپؓ مسلمانوں کے حاکم ہیں چلیے ہم آپؓ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں۔ آپؓ واپس چلیں، وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ تجارت کی کوئی ضرورت نہیں۔

(سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 77)

علامہ ابن سعدؒ نے وظیفہ کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ان کو دو چادریں ملتی تھیں۔ جب وہ پرانی ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر کے دوسری لے لیتے تھے۔ سفر کے موقع پر سواری اور خلافت سے پہلے جو خرچ تھا اسی کے موافق اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے خرچ لیتے تھے۔

(سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 82)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عالمِ اسلامی کے بادشاہ تھے مگر ان کو کیا ملتا تھا۔ پبلک کے روپیہ کے وہ محافظ تو تھے مگر خود اس روپیہ پر کوئی تصرف نہیں رکھتے تھے۔ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے مگر چونکہ ان کو کثرت سے یہ عادت تھی کہ جونہی روپیہ آیا خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اس لیے ایسا اتفاق ہوا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپؓ خلیفہ ہوئے تو اس وقت آپؓ کے پاس نقد روپیہ نہیں تھا۔ خلافت کے دوسرے ہی دن آپؓ نے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائی اور اسے بیچنے کے لئے چل پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رستہ میں ملے تو پوچھا کیا کرنے لگے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آخر میں نے کچھ کھانا تو ہوا۔ اگر میں کپڑے نہیں بیچوں گا تو کھاؤں گا کہاں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا اگر آپؓ کپڑے بیچتے رہے تو خلافت کا کام کون کرے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کام نہیں کروں گا تو پھر گزارہ کس طرح ہو گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؓ بیت المال سے وظیفہ لے لیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں یہ تو برداشت نہیں کر سکتا، بیت المال پر میرا کیا حق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب قرآن کریم نے اجازت دی ہے کہ دینی کام کرنے والوں پر بھی بیت المال کا روپیہ صرف ہو سکتا ہے تو آپؓ کیوں نہیں لے سکتے۔

چنانچہ اس کے بعد بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا مگر اس وقت کے لحاظ سے وہ وظیفہ صرف اتنا تھا جس سے روٹی کپڑے کی ضرورت پوری ہو سکے۔“

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 468)

ابن ابی مُلَیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے اگر لگام چھوٹ کر گر جاتی تو آپ اپنی اونٹنی کو بٹھاتے اور وہ لگام اٹھاتے۔ ان سے کہا گیا کہ آپؓ نے ہمیں کیوں حکم نہیں دیا تا ہم آپؓ کو پکڑا دیتے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کا حکم دیا تھا کہ مَیں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۹۲ مسند ابی بکر الصدیق حدیث ۶۵۔ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

اس حد تک احتیاط کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ مسجد میں بعض لوگوں کی آواز سنی کہ ابوبکرؓ کو ہم پر کون سی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ جیسے نیکی کے کام وہ کرتے ہیں اسی طرح نیکی کے کام ہم کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اے لوگو! ابوبکرؓ کو فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔“

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 765)

یعنی جو اُن کے دل میں نیکی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو خوف ہے اور جو خشیت ہے وہ اس معیار کی ہے کہ تب ان کو تمہارے پہ فضیلت ہے اور اس کے مطابق پھر ان کا عمل بھی ہے۔ صرف دل میں نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک آیت قرآنی کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کا مقام ومرتبہ یوں بیان فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ تُو عبادت کرتا رہ جب تک کہ تجھے یقین کامل کا مرتبہ حاصل نہ ہو اور تمام حجاب اور ظلماتی پردے دُور ہو کر یہ سمجھ میں آ جاوے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا بلکہ اب تو نیا ملک، نئی زمین، نیا آسمان ہے اور میں بھی کوئی نئی مخلوق ہوں۔ یہ حیاتِ ثانی وہی ہے جس کو صوفی بقاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی روح کا نفخ اس میں ہوتا ہے۔ ملائکہ کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ راز ہے جس پر

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا

کہ اگر کوئی چاہے کہ مردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے اور ابوبکرؓ کا درجہ اس کے ظاہری اعمال سے ہی نہیں بلکہ اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد2صفحہ98)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوئے اور جب پڑاؤ کیا تو مختلف ٹولیوں میں تقسیم ہو گئے۔ کوئی کسی کے ساتھ کوئی کسی کے ساتھ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت میں پڑاؤ کیا۔ ہمارے ساتھ بادیہ نشینوں میں سے ایک دیہاتی آدمی بھی تھا۔ ہم بادیہ نشینوں کے جس گھر میں ٹھہرے ان کی ایک عورت امید سے تھی۔ اس بدوی نے اس عورت سے کہا کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو۔ اگر تُو مجھے ایک بکری دے دے تو تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا۔ اس عورت نے اس کو بکری دے دی۔ اس بدوی نے ایک وزن کے کئی ہم قافیہ الفاظ اس کے سامنے پڑھے۔ کوئی اپنا جنتر منتر پڑھا اس کے سامنے۔ پھر اس نے بکری ذبح کی اور جب لوگ کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک آدمی نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم بھی ہے کہ یہ بکری کیسی ہے۔ پھر اس نے اس کا سارا قصہ سنایا۔ کس طرح اس عورت سے اس نے یہ کہہ کے بکری لی تھی کہ میں اس پہ دعا پڑھوں گا تو تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا آپ بھی وہاں تھے، کھانا کھانے والوں میں شامل۔ آپؓ سخت بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے حلق میں انگلیاں ڈال کر اس کو نکال رہے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد۸ صفحہ۱۹-۲۰ مسند ابی سعید الخدریؓ حدیث نمبر۱۱۴۲۰ دار الحدیث القاهرہ۲۰۱۲ء)

یعنی قے کر کے کھانا نکال رہے تھے، ایسا کھانا جو شرک کا ذریعہ بنا ہو وہ میں نہیں کھا سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا وہ انہیں کمائی لا کر دیتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ اس کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا حضرت ابوبکرؓ نے اس سے کھایا۔ غلام نے ان سے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی اور میں کہانت کا علم اچھی طرح نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں نے اس کو دھوکا دیا۔ وہ مجھ کو ملا تو اُس نے مجھے اس کے بدلے کچھ دیا تھا۔ سو یہ وہ ہے جس سے آپ نے کھایا ہے۔ تحفہ لے آیا تھا یا پکا کے کبھی کبھی چیز لے آیا کرتا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ گلے میں داخل کیا اور جو کچھ پیٹ میں تھا سب قے کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاهلیة حدیث ۳۸۴۲) انہوں نے کہا ایسا حرام کھانا میں نہیں کھا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غرور سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلا تو اللہ روز قیامت اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے کپڑے کی ایک طرف ڈھیلی رہتی ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا خاص خیال رکھوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو غرور سے ایسا نہیں کرتے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ لوکنت متخذًا خلیلًا حدیث ۳۶۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کا تہہ بند نیچے کو ڈھلکتا ہے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو پڑے کیونکہ ان کا تہہ بند بھی ویسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو ان میں سے نہیں ہے۔ غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظِ مراتب ضروری شئے ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد7صفحہ 25)

پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری اور عشق رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیرت کا ذکر

ہے۔ ایک دن حضرت عائشہؓ گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا یعنی حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لیے آگے بڑھے کہ تم خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھتے ہی باپ بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہؓ کو بچا لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ازراہِ مذاق فرمایا۔ دیکھا! آج ہم نے تمہیں تمہارے ابا سے کیسے بچایا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکرؓ دوبارہ تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہؓ ہنسی خوشی باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے کہ دیکھو تم نے اپنی لڑائی میں تو مجھے شریک کیا تھا اب خوشی میں بھی شریک کر لو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے شریک کیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح، حدیث ۴۹۹۹)

حضرت عقبہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا انہوں نے حضرت حسنؓ کو اٹھایا اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ

میرا باپ تجھ پر قربان۔ یہ تو نبی کی شکل و شباہت ہے، علیؓ کی شکل و شباہت نہیں ہے اور حضرت علیؓ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

(بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنهما حدیث:۳۷۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے فوت ہونے پر بیوہ ہو گئیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے تھے۔ جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ مدینہ میں انہوں نے وفات پائی تھی تو حضرت عمر بن خطابؓ کہتے تھے میں عثمان بن عفانؓ سے ملا، ان کے پاس حفصہ کا ذکر کیا اور کہا اگر آپؓ چاہیں تو حفصہؓ کا نکاح آپؓ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا میں اس معاملے پر غور کروں گا چنانچہ میں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر عثمانؓ نے کہا مجھے یہی مناسب معلوم ہوا ہے کہ میں ان دنوں شادی نہ کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے پھر میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا اور کہا اگر آپؓ چاہیں تو میں حفصہؓ کا نکاح آپؓ سے کیے دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش ہو گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ عثمانؓ کی نسبت میں ان سے زیادہ رنجیدۂ خاطر ہوا۔ پھر میں کچھ راتیں ٹھہرا رہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا شاید آپؓ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ جب آپ نے حفصہؓ کا ذکر کیا اور میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں اس طرح ہی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دراصل جو بات آپ نے پیش کی تھی اس کی نسبت آپ کو جواب دینے سے نہیں روکا تھا مگر اس بات نے کہ مجھے علم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور میں ایسا نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا ظاہر کرتا یعنی آپ کو بتاتا کہ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہے۔ اس لیے میں چپ ہو گیا یا انکار کر دیا اور آگے کہتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رشتہ کو چھوڑ دیتے تو میں ضرور آپ کی بیٹی کا رشتہ قبول کر لیتا۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث ۴۰۰۵)

حضرت علیؓ کا حضرت ابوبکرؓ کو خراج عقیدت پیش کرنا

اس کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جنہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کے بعد ان کے لیے دعا کی جبکہ انہیں تختے پر رکھ دیا گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے میرے پیچھے سے آ کے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ دی۔ کہنے لگا اللہ تم پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تمہیں بھی ہمارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی دفن کرے گا کیونکہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بہت سنا تھا کہ میں اور ابوبکر و عمر فلاں جگہ تھے اور میں نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا۔ میں اور ابوبکر و عمر چلے گئے۔ اس لیے میں یہ امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ان دونوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ لوکنت متخذا خلیلا حدیث نمبر ۳۶۷۷)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم/ تا13/اکتوبر 2022ء صفحہ 5تا9)

مترجم:ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

لطف و مزاح کے چند لمحات

ہم Folkestone میں روانگی سے تیس منٹ پہلے پہنچ گئے تو اس دوران حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور چند منٹوں کے لیے سروس ایریا میں تشریف فرما ہوئے۔حضور انور نے گرے اچکن اور کریم رنگ کی افغانی ٹوپی زیب تن کر رکھی تھی اور اپنا پڑھنے والا چشمہ بھی پہن رکھا تھا۔حضور انور سے چند میٹر کے فاصلے پر کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ حضور انور اپنے آئی فون پر کچھ پڑھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔

ایک منٹ کے بعد حضور انور نے اوپر دیکھا اور مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ آپ نے اپنے فون پر ایک لطیفہ پڑھا ہے جو آپ نے مجھے بھی سنایا۔ یہ لطیفہ پاکستان کے ایک ڈرائیور کے بارے میں تھا جس کو ڈرائیونگ کرتے ہوئے سیٹ بیلٹ پہننے پر ایک ہزار روپے انعام دیے گئے۔ انعام وصول کرنے پر ڈرائیور نے کہا کہ وہ یہ پیسے ڈرائیونگ لائسنس کے حصول پر خرچ کرے گا۔جس کے بعد اس کی والدہ نے جو اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں کہا کہ میرے بیٹے کی کسی بات پر یقین نہ کرنا کیونکہ وہ شراب کے نشے میں ہے۔ پھر اس کے والد نے کہا جو پیچھے سو رہے تھے کہ میں جانتا تھا کہ ہم اس چوری کی گاڑی میں ضرور پکڑے جائیں گے۔ پھر اچانک ڈرائیور کا بھائی جو پیچھے چھپا ہوا تھا آواز بلند کہنے لگا کہ بھائی کیا ہم نے قانونی طور پر بارڈر کراس کر لیا ہے یا نہیں۔

اس لطیفے کو سناتے ہوئے حضور انور ہنس رہے تھے اور اس لطیفے سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔حضور انور نے فرمایا اس آدمی نے جس نے سیٹ بیلٹ باندھنے پر انعام وصول کیا ہے اور اس (قانونی) کام کے سوا، ڈرائیونگ کا ہر دوسرا قانون توڑا ہے۔

حضور انور کا خیال رکھنا اور مدد فرمانا

Nunspeet (ہالینڈ) میں دفتری کاموں کے لیے عمومی طور پر جگہ نہ تھی۔ اس لیے میں سوچ رہا تھا کہ میں کہاں بیٹھ کر کام کروں گا۔ اپنے تئیں میں نے سوچا کہ میں اپنے بیڈ پر بیٹھ کر وہیں سے ہی کام کروں گا۔ میں نے اس بارے میں حضور انور کی خدمت میں کچھ عرض نہ کیا تھا لیکن اس دن حضور انور نے ازخود خاکسار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اپنے بیڈ روم سے ملحقہ کمرے کا کھانے کا میز دفتری کاموں کے لیے استعمال کر لوں۔ میں حضور انور کا بے حد ممنون تھا کہ باوجود اس قدر مصروفیات کے حضور انور اپنے ساتھ رہنے والوں کی معمولی سے معمولی اور اہم ترین معاملات پر نگاہ رکھتے ہیں۔

لوکل احمدیوں سے ملاقات

اس شام حضور انور نے جرمنی جماعت کی فیملیز سے ملاقات فرمائی اس دوران مجھے موقع ملا کہ ان احباب سے ملوں جن کو ابھی ابھی حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا تھا۔

*میری ملاقات ایک خادم عزیزم تنویر (بعمر 18 سال) سے ہوئی اور ان کی ہمشیرہ مختار صاحبہ (بعمر 23 سال) سے بھی ہوئی۔ جب میں ان سے ملا تو میں نے ایک بڑی غلطی کھائی اور انہیں میاں اور بیوی خیال کیا۔ انہوں نے بھی میری غلطی پر تبسم اور حیرت کا ایک جیسا اظہار کیا۔

ان دونوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ کس طرح ایک جرمن معاشرے میں پروان چڑھنے کی وجہ سے ان کو کئی چیلنجز کا سامنا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آزادی کے نام پر بہت زور ہے اور معاشرے کی اقدار مذہب کے اس شدت سے خلاف ہیں کہ لوکل معاشرے کے اثر سے بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

تاہم اس شام حضور انور سے ملاقات کرنے اور آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے سے انہیں اپنے ایمان کے ساتھ ایک منفرد اور فوری کشش محسوس ہوئی۔ مختار صاحبہ نے بتایا کہ ’’یہ نہایت اہم اور مفید ہے کہ جب کبھی بھی حضور انور ہمارے پاس دورے کے لیے تشریف لاتے ہیں کیونکہ جب ہم حضور انور کو دیکھتے اور سنتے ہیں تو اپنے ایمان اور مساجد کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ہالینڈ میں بہت سے منفی اثرات ایسے ہیں جو ہمیں ہمارے ایمان سے دور لے جاتے ہیں۔لیکن جب آپ حضور کو دیکھتے ہیں تو آپ کو احساس ہوتا ہے کہ مذہب کی کیا اہمیت ہے اور کیوں یہ ہمارے لیے بہتر ہے۔‘‘

جب ہماری گفتگو ختم ہوئی اور میں نے رخصت لی تو تنویر صاحب نے مجھے واپس بلایا اور میرا شکریہ ادا کیا کہ ہم نے وہ چند منٹ اکٹھے گزارے۔ انہوں نے کہا کہ ’’صرف حضور انور کے بارے میں گزشتہ پانچ منٹ بات کرنا مجھے بہت اچھا لگا کیونکہ اس نے مجھے میرے ایمان کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا اور اس نے مجھے خلافت کی اہمیت باور کروائی۔ میں پہلے ہی اپنے تئیں حضور انور اور اپنے مذہب کے قریب پاتا ہوں۔‘‘

دیگر دوستوں سے ملاقات

بعد ازاں میری ملاقات ایک احمدی دوست مکرم عبدالمومن (بعمر اکتیس سال) سے ہوئی جو گزشتہ تین سال سے ہالینڈ میں رہ رہے تھے۔ جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت جذباتی ہو رہے تھے کیونکہ ان کی حضرت خلیفۃ المسیح سے زندگی میں پہلی بار ملاقات ہوئی تھی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جب انہوں نے بتایا کہ

’’حضور انور کی ذات کا بالمشافہ مشاہدہ کرنا بجائے ٹی وی پر دیکھنے کے ایسا تھا جیسے کوئی معجزہ رونما ہوا ہو۔حضور انور کے وجہ مبارک کے نور، وجاہت اور خوبصورتی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ میں اپنے تئیں سب سے خوش قسمت ترین انسان خیال کرتا ہوں کیونکہ آج میں نے اسی ہوا میں سانس لیا ہے جس میں میرے پیارے آقا نے لیا ہے۔ آج مجھے

احساس ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی کس قدر متاثر کرنے والی ہے اور یہ کہ آپ کے وجود سے سچائی چھلکتی ہے۔‘‘

*بعد ازاں ایک نوجوان مکرم محمد طارق (بعمر انیس سال) سے میری ملاقات ہوئی جو حضور انور سے آٹھ سال کے بعد مل رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ’’آج میں بطور ایک بالغ (مرد) کے حضور انور سے پہلی بار ملا ہوں اور جب میں خلافت کی برکات کے بارے میں سوچتا ہوں تو وہ غیر معمولی ہیں۔حضور انور کی وجہ سے دنیا بھر میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔جس کا باعث آپ کا مثالی نمونہ ہے۔ میں پوری ایمانداری اور وثوق سے کہتا ہوں کہ ہماری تبلیغی مساعی کی کوئی وقعت نہیں اور ہماری جماعت کو جو بھی کامیابی نصیب ہوتی ہے وہ خلافت کی برکات کی وجہ سے ہے۔‘‘

*پھر میری ملاقات ایک خادم مکرم عباس (بعمر تئیس سال) سے ہوئی جو حال ہی میں ربوہ سے ہالینڈ منتقل ہوئے تھے۔ ان کی حضور انور سے زندگی کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ

’’چند لمحات قبل میں دنیا کی عظیم ترین شخصیت کے سامنے بیٹھا تھا۔ میرے لیے بولنا ناممکن ہو رہا تھا لیکن کسی طرح میں نے ہمت کر کے حضور انور سے دعاؤں کی درخواست کی۔ یہی بہت کافی تھا کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضور انور کی دعائیں عمر بھر میری حفاظت کریں گی۔ ان چند لمحات نے میری زندگی بدل ڈالی۔‘‘

مکرم عباس صاحب نے مزید بتایا کہ ’’آج میں نے حضور انور کی اقتدا میں نماز ادا کی اور خلیفہ کے پیچھے نماز پڑھنا ایک مختلف اور منفرد تجربہ تھا۔ نماز میں ایسے جذبات اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں کیے۔‘‘

*میری ملاقات ایک احمدی مکرم ملک حسن احمد (بعمر پچیس سال) سے ہوئی۔ جو 2014ء میں پاکستان سے ہالینڈ تشریف لائے تھے۔حضور انور سے زندگی کی پہلی ملاقات کے بعد انہوں نے بتایا کہ

’’جب میں حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو بالکل بے خود ہو کر رہ گیا کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ کسی وجود کا چہرہ ایسا نورانی اور وجیہہ ہو سکتا ہے۔ مجھے علم نہ تھا کہ کسی وجود کی آواز میں ایسی محبت، شفقت اور رعب یکساں ہو سکتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے میں ہمیشہ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اور حضرت خلیفۃ المسیح جو بھی ارشاد فرمائیں گے اس کی پیروی کروں گا۔‘‘

*ایک اور دوست جنہیں زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا ان کا نام مکرم محمد لقمان احمد (بعمر بتیس سال) تھا۔ انہوں نے بتایا کہ

’’میری ملاقات ابھی پوری دنیا کے امام سے ہوئی

بقیہ صفحہ 16 پر

ایڈیٹر کے قلم سے

اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں

(مکرم سید میر محمود احمد ناصر)

احباب جماعت کے ہر دلعزیز اور پیارے اخبار الفضل آن لائن کا ایک مستقل فیچر ’’ایک سبق آموز بات‘‘ کے عنوان سے جاری ہے۔جس میں پیارے قارئین اپنے تجربہ کی بناء پر نصیحت وسبق آموز باتیں لکھ کر بھجواتے ہیں۔ یہ فیچر الفضل کے دیگر فیچرز کی طرح احباب جماعت میں مقبولیت کی سند پا چکا ہے۔ قارئین ان سبق آموز باتوں کو اپنے اسٹیٹس پر لگاتے، ٹوئیٹر، فیس بک اور انسٹاگرام کے لیے عام کرتے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

گزشتہ دنوں مؤرخہ 14 ستمبر 2022ء کو ’’سبق آموز بات‘‘ میں مکرم ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ روکوپر سیرالیون نے مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کی ایک تحریر درج کی ہے جو آپ نے جامعہ احمدیہ کے نوٹس بورڈ پر طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھی کہ

’’اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔‘‘

جب خاکسار نے حسب عادت اس پوسٹ کی الفضل کے دیگر مضامین کی طرح سوشل میڈیا پر اشاعت کی تو اکثر قارئین نے اس کو حقیقت پر مبنی یا Very true لکھ کر اس بات کی تصدیق کی اور ان میں سے بعضوں نے خاکسار کو اداریہ لکھنے یا آرٹیکل لکھنے کو کہا کہ اس طرح بھی الفضل آن لائن کو مزید Promotion ملے گی۔سو خاکسار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بانی الفضل کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھ کر کچھ گزارشات لکھنے بیٹھ گیا کہ

’’اے میرے مولیٰ !لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو‘‘

(الفضل 19 جون 1913ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اس دعا میں لاکھوں اور کروڑوں کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم وکرم کے ساتھ الفضل آن لائن نے پونے تین سالہ مختصر دور میں لاکھوں کے دلوں میں جگہ بنالی ہے اور ہاف ملین کا مبارک لیبل اپنی پیشانی پر چسپاں کر کے ملین (کروڑوں) کی طرف اپنے سفر پر رواں دواں ہے۔

الفضل آن لائن

• زیر بحث عنوان میں دو الفاظ الفضل اور مربی غور طلب ہیں۔

’’الفضل‘‘ وہ اخبار ہے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی زیر ادارت حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت سے 18 جون 1913ء کو قادیان سے جاری ہوا۔اس کا نام ’’الفضل‘‘ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تجویز فرمایا۔ اس کے 106 سال جاری رہنے کے بعد جب حکومت پنجاب پاکستان نے اس کی اشاعت پر پابندی عائد کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے 13 دسمبر 2019ء کو لندن سے آن لائن جاری فرمایا جس نے پونے تین سال کے عرصہ میں لاکھوں افراد تک رسائی حاصل کرلی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔ اسی الفضل کے متعلق مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب بات کر رہے ہیں۔

مربی کے معانی

جہاں تک مربی لفظ کا تعلق ہے۔ یہ رب سے نکلا ہے۔جس کے معنی پالنے والا، تربیت کرنے والے کے ہیں۔ رب کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اس وقت بھی اپنی مخلوق کو پالتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے اور پیدائش کے بعد اس وقت بھی جب وہ کوئی کام کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ بڑھاپے تک جاری رہتا ہے۔ یہی سلسلہ چرند پرند اور جانوروں میں بھی جاری ہے، ان معنوں میں الفضل آن لائن جماعت احمدیہ میں ہر کس و ناکس، چھوٹے بڑے، مرد وعورت، بچہ و ناصرہ کی روحانی پرورش کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اس میں احمدی خواتین کے لیے ’’حدیقۃ النساء‘‘ کا کالم بھی موجود ہے۔ اس میں ناصرات کے لیے ’’بزم ناصرات‘‘ اور اطفال کے لیے ’’اطفال کارنر‘‘ کے فیچرز شائع ہوتے ہیں۔

جہاں تک رب کا تربیت کے معنوں میں تعلق ہے۔ ان معنوں میں بھی الفضل جماعت احمدیہ کے مردوں اور خواتین کے تمام Stages کے لیے برابری کی سطح پر تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرتا ہے۔

جس میں قرآن جیسی عظیم کتاب کی تعلیمات اور احکام خداوندی متعارف کروانے سے لے کر ان کی تشریح وتفسیر پر مشتمل احادیث، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی جاتی ہے اور پھر آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات اور خلفائے احمدیت کی بروقت رہنمائی، تربیت اور غذائیت کا کام کرتی ہے۔ اس کے جتنے آرٹیکلز اور ہفت روزہ فیچرز ہیں وہ تمام کے تمام روحانی غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں جو ایک مومن کی روحانی سیری کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام فیچرز اور مضامین پر الگ الگ سے بات ہوسکتی ہے کہ یہ تمام مربی بھی ہیں اور تربیت و اصلاح کی آماجگاہ اور تربیت گاہ بھی ہیں۔ تاہم یہاں قارئین کی آراء و خیالات کو شامل کیا جارہا ہے کہ وہ کیسے اخبار الفضل کو مربی کے طور پر دیکھتے اور تربیت کا ذریعہ پاتے ہیں۔

• مکرم عبدالسمیع خاں۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال گھانا

مکرم میر محمود احمد کا یہ جملہ درست ہے اور میں اس کا عینی گواہ ہوں۔ میں الفضل کا ایڈیٹر تھا میں جامعہ میں میر صاحب سے ملنے گیا میں نے دیکھا کہ نوٹس بورڈ پہ یہ جملہ لکھا ہوا ہے کہ ایک سال تک کوئی الفضل پڑھ لے تو اچھا مبلغ بن سکتا ہے۔ الفضل کی الگ اپنی تو کوئی حیثیت نہیں۔ یہ قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام ہم تک پہنچاتا ہے اور ان کی روشنی میں خلفاء جو ارشادات فرماتے ہیں وہ ہم تک پوری

تفصیل کے ساتھ پہنچاتا ہے اس لیے درحقیقت یہ قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ وقت کی آواز ہے اس لیے میں نے جوبلی کے شمارہ محترم میر صاحب کا یہ جملہ محفوظ کر دیا تھا اور یقیناً جب تک جماعت احمدیہ اور الفضل زندہ ہے یہ فقرہ بھی زندہ رہے گا۔ اب الفضل کیا کرتا ہے۔قرآنی تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور مسیح موعود علیہ السلام کے تربیتی ارشادات ہم تک پہنچاتا ہے اسی کی روشنی میں علمائے سلسلہ اور افراد جماعت احمدیہ ہر قسم کے مضامین لکھتے ہیں۔ اخلاقی، تربیتی، قرآن کی تفسیر کلام کے، موازنہ کے مضامین، دشمنوں پر اسلام کی صداقت اور احمدیت کی صداقت ثابت کرنے کے لیے مضامین لکھتے ہیں۔ اب اگر کوئی ایک شخص سال تک انہیں پڑھتا رہے توجہ کے ساتھ تو وہ یقیناً اچھا مبلغ بنے گا اس میں تو کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے الفضل، جو جماعت احمدیہ پر ہر روز طلوع ہوتا ہے اور ایک نیا مائدہ لے کر حاضر ہوتا ہے اور ایک اچھا مبلغ بنانے کیلئے ساری صفات اس کے اندر موجود ہیں۔

• مکرم ڈاکٹر ابن شاہد عجمی

اخبار الفضل کسی فرد کو کامیاب مربی ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب شخص بننے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔اس میں شامل مواد ہر قسم کے موضوع پر متنوع معلومات فراہم کرتا ہے۔ دینی، مذہبی، اخلاقی، روحانی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، سائنسی جغرافیائی، تاریخی (علم تصوف، طلبہ کے مسائل) فقہی غرض کہ کوئی بھی عنوان ہو، یہ واحد اخبار اس کا احاطہ کرتا ہے۔ میں تو اسے انسائیکلوپیڈیا قرار دیتا ہوں۔ اللّٰھم زدفزد۔

• مکرم انصر رضا۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا

کامیاب مربی بننے کے لئے اہم ترین ضرورت وسیع مطالعہ ہے۔ پچھلے ادوار میں نشرو اشاعت کے ذرائع نہایت محدود ہونے کے باعث یہ ضرورت کماحقہ' پوری نہیں ہوتی تھی۔علم کا شوق رکھنے والے لوگ لمبے لمبے سفر اختیار کر کے اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں قرآن مجید کی پیشگوئی ’’وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ‘‘ بڑی شان سے پوری ہورہی ہے بلکہ اس میں روزبروز ترقی ہورہی ہے۔ رسائل و اخبارات طباعت کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کے ذریعہ بآسانی دستیاب ہیں۔الفضل آن لائن اس کی بہترین مثال ہے اور ہمارے لئے وہ روحانی مائدہ ہے جو گھر بیٹھے ہم پر روزانہ نازل ہوتا اور ہماری تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔مربیان کرام بفضلہٖ تعالیٰ ان علمی و روحانی سرچشموں سے استفادہ کر کے اپنا علم بڑھاتے اور احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمارے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے یہ آسانیاں پیدا فرمائیں۔

• مکرم ایم ایم طاہر

الفضل ایک روحانی نہر ہے۔ الفضل آپ کی روحانی، علمی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے کردار کی مضبوطی کے لئے الفضل کا روزانہ مطالعہ کیجئے۔

• مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

الفضل کے سارے مندرجات نیک اثر چھوڑتے ہیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبوں میں مرحومین کے ذکر خیر والا حصہ اور یاد رفتگاں والے مضامین بہت اثر کرتے ہیں۔ جانے والوں کی قربانیوں اور خدمات کا پڑھ کر رشک آتا ہے۔ الفضل کے حوالے سے اپنا منظوم کلام بھی پیش ہے۔

بہت تھیں پھیکی سی میری صبحیں نظر نہ آتا تھا جب یہ پرچہ
میں اس کی بندش سے مضطرب تھی بہت تھا حزن و ملال دیکھو
چھڑا دیے ہیں فضول دنیا کے جھوٹے اخبار اور رسالے
ہر ایک دل میں ہے اس کی چاہت یہی ہے اس کا کمال دیکھو
یہ دور کہف و رقیم جیسا ہمیں فلک پر اڑا رہا ہے
جہاں میں ہرگز نہیں ملے گی کوئی بھی ایسی مثال دیکھو
ہمارا مولا بہت توانا قدیر و قادر ہے مقتدر ہے
ہمیں بچاتا ہے دشمنوں سے بنا ہوا ہے وہ ڈھال دیکھو
شرارے شر کے پڑے پلٹ کراُنہی پہ جو ہیں ہمارے بدخواہ
نہیں مناسب تکبر اتنا اب اس کا قہرو جلال دیکھو
ہوئے ہیں ظلمت کے ایسے رسیا کہ آنکھیں اپنی ہی پھوڑ لی ہیں
خود اپنی پستی سے بے خبر ہیں ہوا ہے کیسا زوال دیکھو
دلوں کے ایماں پہ فیصلے اب ہوا کریں گے زمین پر ہی
خدا کے بندے خدا بنے ہیں یہ ان کی جرأت مجال دیکھو
وطن سے لگتا تھا خط ہے آیا مرے پیاروں کی خیر لے کر
بہت مبارک ہو اس کی آمد ہوئے ہیں سب ہی نہال دیکھو

• مکرم م م محمود

خاکسار کی نظر میں ایک کامیاب مبلغ کے لیے باخبر ہونا ضروری ہے اور اس بابت حضرت مصلح موعودؓ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجود ہیں۔ آج الفضل کی افادیت سے انکار نہیں۔ یہ ایک ایسا اخبار ہے جو نہ صرف حالیہ جماعتی و دنیاوی حالات سے باخبر رکھتا ہے بلکہ ماضی کے حالات و واقعات بابت بھی آگاہی دیتا ہے۔ جس کی ایک مثال الفضل آن لائن کا سلسلہ مضامین ’’سو سال قبل کا الفضل‘‘ ہے۔

• مکرمہ فوزیہ گل۔ صدر لجنہ اماء اللہ، جے پور انڈیا

مکرم سید میر صاحب کا یہ جملہ بچوں کو اپنی تربیت کرنے کا سب سے آسان اور کارگر نسخہ ہے۔ جو آج بھی صد فی صد کارآمد ہے اور اس بات کی سچائی ہمیں ایڈیٹر صاحب کو لکھے ہوئے لوگوں کے خطوط کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے جب وہ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ الفضل کو پڑھنے سے ان کی معلومات میں نہ صرف اعلیٰ درجہ کا اضافہ ہوا ہے بلکہ یہ اخبار ان کی زندگیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ الفضل اخبار کو میں خود تقریبا سوا سال سے لگاتار پڑھ رہی ہوں اور میری معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اخبار میری ہر ضرورت کے وقت ایک حقیقی دوست کی طرح میری مدد کرتا ہے۔ جب کبھی کسی مضمون کی ضرورت ہوتی ہے فوراً الفضل سے مدد مل جاتی ہے۔ ہفتہ قرآن مجید کے دوران قرآن کے تعلق سے مضامین۔ سالانہ اجتماع کے دوران جب مجھے ذیلی تنظیموں کے تعلق سے مضامین چاہیے تھے اور بھی نہ جانے کتنے مواقع پر الفضل اخبار کی مدد سے

لوگوں کو بھی مضامین ڈھونڈ کر دیئے ہیں۔

• مکرم ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

الفضل کا پودا ایک تن آور درخت بن چکا ہے۔ الفضل ایک صدی سے زائد عرصہ سے دنیا بالخصوص احمدیوں کی تربیت کا کام کر رہا ہے۔ خلفائے احمدیت سے بالواسطہ فیضیاب ہونے والا یہ جریدہ اپنے پانچویں دور میں جماعت احمدیہ کے آفیشل آرگن کے طور پر خدمات بجا لا رہا ہے۔ قادیان، لاہور، ربوہ اور لندن اسلام آباد کے بابرکت مراکز سے خلیفۃ المسیح کی آواز کو گھر گھر پہنچانے جیسی عظیم الشان ذمہ داری نہایت احسن رنگ میں پوری کرتے ہوئے الفضل نے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت میں مرکزی کردار ادا کیا ہے اور کرتا چلا جا رہا ہے۔ نیز بتیس دانتوں میں پھنسی زبان کی مانند الفضل نے مافی الضمیر اور حق صحافت خوب ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔

• مکرمہ وسیمہ اوپل۔ آسٹریلیا

یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے بہت چھوٹی عمر سے اپنے گھر میں الفضل سے شناسائی حاصل کی اور میرے والدین نے اس کے پہلے صفحہ پر تحریر کردہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس اور خطبات خلیفۃ المسیح سے محبت کا جذبہ اجاگر کیا۔ میں نے علماء کے مضامین اور خاص طور پر الفضل کے سالانہ نمبر سے اپنے علم میں اضافہ کیا اور آج بفضلِ خدا میں واقفِ زندگی ہوں۔ الفضل کی پابندی سے مجھے غم ہوا تھا۔ لیکن آج میں بہت خوش ہوں کہ مکرم حنیف محمود صاحب کی کاوش سے آن لائن الفضل تک مجھے رسائی حاصل ہے۔

• مکرم نفیس احمد عتیق۔ جرمنی

الفضل مضمون کی ترتیب بنانا سکھاتا ہے۔ ہمہ جہتی تحقیق اور گفتگو میں وسعت عطا فرماتا ہے۔

الفضل پڑھنے والا ہر طبقہ ہائے فکر سے متعلق بنیادی معلومات کا حامل ہوتا ہے۔ اس کو پڑھنے والا انسانی فطرت اور اس سے جڑے مسائل کو فیلڈ میں بہتر سمجھ پاتا ہے۔ دینی علوم کیساتھ دنیاوی ضروری معاملات کی آگاہی الفضل سے حاصل ہوتی ہے۔ الفضل پڑھنے سے ہم دوسروں کے حاصلِ مطالعہ سے بھی بہتر فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

• مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن

مجھے تو ایسے لگتا ہے ہر پیاسے کو پیاس بجھانے کے لئے پانی مل جاتا ہے۔ یہ ہم سب کو سیراب کرتا ہے۔ پیارے حضور کی پیاری باتیں، ورچوئل ملاقاتوں کا حال، بزرگوں کے حالات، تمام علمی، دینی مائدہ موجود ہے۔ بہترین اداریے، دنیا جہان کی رپورٹ جماعت میں کہاں کیا ہو رہا ہے۔ فقہی کارنر، اردو کے سبق، بیماریوں کے علاج، نظمیں، غزلیں۔ میں ذاتی طور پر سب سے پہلے پہلا صفحہ پڑھتی ہوں کہ ارشاد باری تعالیٰ، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم، باقی ہر کوئی اپنے روح اور دل کو سکون پہنچا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب اپنی زندگیوں میں اچھے اچھے رنگ بھر سکیں جس سے صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہمارے آس پاس سب کو ہماری وجہ سے سُکھ اور سکون مل سکے ہمارے گھروں میں رحمتیں برکتیں نازل ہوں۔ آمین۔

• مکرم نیاز احمد نائک۔ استاد جامعہ احمدیہ قادیان

الفضل ایک بہترین مربی ہے۔ یہ مربیان کی بھی تربیت کرتا ہے جو کہ تربیت پر مامور ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ استادوں کا استاد ہے۔ الفضل اپنے اندر ایسا تذکیری مواد رکھتا ہے جس سے انسان کا اندرونی مربی بیدار ہوتا ہے۔ میدان تبلیغ میں متعین مربیان کے لئے تربیتی لحاظ سے کافی بہترین او رمؤثر مواد فراہم کرتا ہے۔ پیارے استاد مکرم میر محمود احمد ناصر کا طلباء کو یہ فرمانا ’’اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔‘‘ بالکل صدفی صد درست ہے۔ اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ الفضل اپنے اندر ان تمام امور کا احاطہ کر رہا ہے جو ایک مربی کے لئے میدان تبلیغ میں کارگر ہو سکتے ہیں۔ الفضل ایک ایسے مائدے کی طرح ہے جس میں انواع و اقسام کے پھل موجود ہیں اور ان پھلوں کو بڑے سلیقے اور طریقے سے سجایا گیا ہو (یعنی مضامین اور کالمز وغیرہ کی ڈیزائنگ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے) ان کی ترتیب، آرائش و زیبائش میں قارئین کے لئے ایک قوت جذب اور کشش ہے۔ پھر جب ان پھلوں کو کھاتے ہیں یعنی الفضل کے مضامین، خطاب و خطابات امام کو پڑھتے ہیں تو روح سیر ہو جاتی ہے۔ ایک اچھا مربی بننے کے لئے خلیفۃ المسیح کی منشاء سے آگاہ رہنا بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں الفضل قابل ستائش کام کر رہا ہے۔ الفضل افراد جماعت کو خلیفۃ المسیح کے خطبات و خطابات اور دیگر مصروفیات سے فی الفور متعارف کرانے میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ الفضل علمی، تربیتی اور روحانی مضامین سے لبریز ہوتا ہے۔ علی الصبح ہی الفضل سے کلام خداوندی کو پڑھ کر دن حکم خداوندی کے مطابق گزارنے کی تحریک و تحریص ہوتی ہے۔ ایک مربی کو معاشرے کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد

سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہر ایک کے لئے الفضل میں اس کے ذوق اور ذائقہ کے مطابق مواد ہوتا ہے۔ حال ہی میں خدام الاحمدیہ کے تعارف پر مبنی ایک سیریز الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے۔ لجنہ اماء اللہ جو امسال صد سالہ جوبلی منارہی ہے ان کے لئے بھی آئے دن مضامین شامل ہورہے ہوتے ہیں۔ تمام ذیلی تنظیموں اور جماعتی عہدیداروں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز ارشادات پر مشتمل ایک نیا فیچر ”اپنے جائزے لیں“ کے نام سے شائع ہورہا ہے۔ حضور پر نور کے بیان فرمودہ اس لائحہ عمل کو ایک جگہ جمع کرنا ایک قابل قدر امر ہے۔ یہ سعادت بھی الفضل کے حصے میں آرہی ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ الفضل کے مضامین بروقت، برمحل اور برجستہ ہوتے ہیں۔ ہماری جستجو یہ ہو کہ ہم بغور اسکا مطالعہ کریں۔ ہماری فکر و تدبر میں بھی اسکے مطالعہ سے بے پناہ اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

•مکرمہ سعدیہ طارق

خاکسار کافی سالوں سے الفضل کے روحانی مائدہ سے محروم تھی۔ ایک سال پہلے اللہ کے فضل سے ایڈیٹر مکرم حنیف محمود صاحب سے کسی مضمون کے سلسلہ میں بات ہوئی جب آپ کو علم ہوا کہ ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے الفضل پڑھنے سے محروم ہیں تو آپ نے باقاعدگی سے الفضل بھجوانا شروع کر دیا۔

بچپن سے الفضل پڑھنے کی عادت تھی جب دوبارہ الفضل پڑھنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ الفضل نہ صرف ایک دینی تعلیم کا انسٹیٹوٹ ہے بلکہ انسائیکلوپیڈیا بھی ہے۔ ابھی دو دن قبل جب الفضل پڑھا تو آخر میں ایک سبق آموز بات میں مکرم سید محمود احمد ناصر کا جملہ پڑھا کہ اگر ایک سال الفضل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک اچھا مربی بنا جاسکتا ہے۔

اس بات نے میرے خیالات اور جذبات کی تصدیق کر دی اور الفضل انسٹیٹوٹ، انسائیکلوپیڈیا کے علاوہ اب مجھے ایک مربی کی بیٹی سے مربی میں بھی بدل رہا ہے یہ بات مجھے آج محسوس ہوئی کیونکہ بہت ساری باتیں بیان کرنی اور سمجھانی الفضل کے ذریعہ آسان ہوگئی ہیں اللہ اس نعمت کو ہمیشہ جاری رکھے۔

•مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے

مکرم ذیشان محمود کی وساطت سے سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی سبق آموز بات پڑھنے کو ملی جو کہنے میں ہلکی مگر وزن میں بہت بھاری ہے۔ ظاہر ہے اخبار کو شروع کرنے کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اور بچی کے سونے کے کڑے پونے پانچ سو میں بیچ کر اس کام کا آغاز کیا تھا وہ کیونکر ہلکا ہوسکتا ہے۔ کبھی وہ بھی وقت تھا جب پاکستان میں پابندی لگی تو ہمارے لئے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان نہیں تھا۔ کئی برس اس کی جدائی سہنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور کمپیوٹر کی ایجاد کر کے ہمارے لئے آن لائن اخبار کا موقعہ دے کر اسے مزید آسان بنا دیا۔ ہر قسم کا علمی مضمون ایک کلک کی دوری پر ہے۔ یہ نعمتِ خداوندی ہے جسے ہم نے اپنے اندر سمونا ہے۔ خصوصاً لجنہ اماء اللہ عالمگیر جو آج کل اپنے وجود کی صد سالہ جوبلی منارہی ہے اسے یاد رکھنا ہوگا کہ وہ ابتدائی وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور باقی جماعت پر بھی بہت بھاری تھا مالی حالات بہت تنگ تھے۔ حضرت اُمِ ناصر کی اس قربانی کو ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے، اگر وہ اپنا اور اپنی بچی (والدہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ) کا زیور نہ دیتیں تو شاید یہ اخبار التوا میں پڑ جاتا۔ لجنہ کو اپنی پہلی صدر لجنہ (حضرت اُمِ ناصر) کے اس احسان کو یاد رکھنا ہے۔ اس لئے کہ اخبار ہر قسم کے علمی مضامین سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو ہمارے ذہن کو جلا بخشتا ہے۔

•مکرمہ ناصرہ احمد۔ کینیڈا

مربی کا کام تربیت کرنا ہے اور سب سے پہلے اپنے نفس کی تربیت کا کام، جو کہ زندگی کے ہر نئے دن میں نئے تقاضوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ہر انسان اپنی ذات میں اپنے اور دوسروں کے لیے مربی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جہاں سے بھی حکمت کی بات ملے اسے لے لینا اور عمل کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچانا ایک مومن کا کام ہے۔ اصلاح نفس ایک تدریجی عمل ہے جس کے نتائج صرف اخلاق کی کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ اس کے لیے عمل کے ساتھ مسلسل ایک گائیڈ، ایک رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ الفضل اخبار ایک ایسا گائیڈ اور رہنما ہے جو اپنے قارئین کے لیے اخلاقی، روحانی اور تعلیمی ترقی کی تربیت گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنے نام کی طرح الفضل اللہ کے افضال کی برستی ہوئی بارش ہے۔ اس میں چھپنے والے مضامین اپنی نوعیت میں منفرد اور ایک اعلیٰ دینی اور اخلاقی معیار پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی موسلادھار بارش ہے جس کا ہر قطرہ ہر روز آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء، صحابہ اور دیگر بزرگان سلف زندگی کی روشنی میں اپنی غلطیوں کو سدھارنے اور تقویٰ کی راہ پر چلنے کے لیے آب بقا کا کام دیتا ہے۔ ایک مربی ان سب فوائد کو حاصل کرنے کے ساتھ الفضل کے مطالعہ سے طرح طرح کے ملکی اور غیر ملکی حالات اور جماعتی سرگرمیوں سے باخبر رہتا ہے۔ اسی طرح مختلف طبقہ ہائے فکر کے مفکرین اور لکھاریوں کی تحریریں اور دنیا بھر کی جماعتوں کی رپورٹس جہاں اسے معلوماتی مواد مہیا کرتی ہیں وہیں ایک بہترین ادب پڑھنے کا مواد مہیا ہونے کے ساتھ اسے لکھنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ پیغام حق پہنچانے کے موثر طریقے سیکھنے کا اہم ذریعہ ہے کیوں کہ اس پلیٹ فارم پر جماعت احمدیہ کے افراد اور مربیان میدان عمل کے تجربات شیئر کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے گائیڈ کا کام بھی دیتے ہیں۔ اس لیے الفضل اخبار کا بغور اور مسلسل مطالعہ ایک مربی کے لیے روحانیت کی ایک ایسی ڈرپ ہے جو رگ و پے میں نئی جان ڈال دیتے۔ اسی لیے یہ کہا گیا تھا کہ اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔

•مکرمہ محمودہ احمد۔ جرمنی

اخبار الفضل دراصل ایک گلدستے کی طرح ہے۔ اس میں روزانہ ارشاد باری تعالیٰ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات ملتے ہیں جو کہ ہماری تربیت کے لئے بہت اہم ہیں۔ ان سے ہمارے دینی علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر دینی مضامین بھی ہوتے ہیں اور معلومات عامہ کے حوالے سے بھی مضامین ہوتے ہیں اور ایک مربی کے لئے صرف دینی علم ہی نہیں بلکہ معلومات عامہ بھی بہت ضروری ہیں۔ لہٰذا جب ان چیزوں کا روز مطالعہ کیا جائے گا تو یقیناً علم میں اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

•مکرمہ منصورہ فضل من۔ قادیان

روزنامہ الفضل میں ایک سبق آموز بات کہ ”اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو ایک اچھے مربی بن سکتے ہیں“ پڑھتے ہی اس کی حقیقت پر غور کرنے لگی کہ واقعی ایسا ہی ہے پہلے جب اجتماع ہوتے تھے تو بچے بچیاں اپنی تقریر لکھوانے کے لیے مربیان کو عنوان دے کر تقریر لکھواتے تھے لیکن آج الفضل آن لائن کی وجہ سے یہ کام بس ایک کلک کی دوری پر ہے۔ مجھے جب بھی کسی مضمون میں مدد چاہیے ہوتی ہے تو بس الفضل کا ہی خیال آتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے مایوس ہونا پڑا ہو یہاں تک کہ اگر کسی مضمون کے لیے اشعار کی ضرورت پڑے تو اس کا خزانہ بھی یہاں موجود ہے۔

اخبار الفضل اپنے نام کی طرح فضل کی بارشیں ہم پر روز برساتا ہے۔ کلام اللہ ہو یا ارشادِ نبویؐ، کلام الامام ہو یا ارشادات خلفاء کرام یہ وہ بارش ہے جس سے ہماری تشنہ روحیں سیراب ہو رہی ہیں۔ اس اخبار کی سب سے اہم خصوصیت خلیفہ وقت کے تازہ خطبات اور خطابات ہیں جو ہم تک پہنچا کر ہمیں شاد کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وقت موقع کی مناسبت سے ہمیشہ روح پرور مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو معلومات میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں جیسے پچھلے دنوں ماہ محرم کی مناسبت سے بہت ہی معلوماتی مضامین اور کلام شائع ہوتے رہے پھر لجنہ کی جوبلی کے موقع پر جو تاریخی مضامین شائع ہو رہے ہیں اس سے ہمارے علم میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ دعا کا تحفہ، فقہی کارنر، کتاب تعلیم کی تیاری، کس کس کا ذکر کروں یہ سب ہماری تعلیم و تربیت کا بہترین ذریعہ بن گئے ہیں۔ لیکن جس چیز کا میں خاص طور یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں وہ الفضل کا اداریہ ہے جسے پڑھ کر میں ہمیشہ حیران ہوتی ہوں کہ کتنے عام سے جملے یا محاورے پر کیا ہی بہترین اداریہ پیش کیا جاتا ہے جس سے ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

آخر میں پیارے حضور کی بہت شکرگزار ہوں کہ الفضل آن لائن کا اجراء فرما کر آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے جو ہر گھر میں مربی کو جنم دے رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بڑا احسان ہے
تشنہ روحوں کے لئے اک چشمہ عرفان ہے
فیض گر حاصل کریں ہونگے یقیناً شادکام
تربیت فہم و فراست کا یہاں سامان ہے
نعمتیں چن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دسترخوان ہے

•مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات کے ضمن میں شامل ہونے والا یہ جملہ اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں نا صرف مربیانِ کرام بلکہ ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ کہ الفضل کا ہر پرچہ صفحہ اول سے آخر تک روحانی، تربیتی اور ذہنی انقلاب کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ قاری کو ہر روز ایک آیتِ قرآنی پر غور کرتے ہوئے احادیثِ مبارکہ، فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں اُس کا مفہوم سمجھنے اور اس سے جڑے مزید اہم اور تفسیر طلب نکات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ کہیں خدا تعالیٰ کے پیاروں کے وہ ارشادات کہ خدا ہم سے کیا چاہتا ہے اور کہیں ان ارشادات پر عمل

کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کے انعامات پانے والوں کے ذاتی تجربات آتشِ عشقِ الٰہی کو ہوا دیتے ہوئے سلوک کی راہوں پر قدم مارنے کی تحریک دلاتے ہیں۔ روزنامہ الفضل کا ہر مضمون، ہر سلسلہ کسی نا کسی رنگ میں تربیتی نکتہ لئے ہوتا ہے جو اضافۂ علم و ایمان کے لیے سنگِ میل ثابت ہوتا ہے۔ عاجزہ کو بھی روزنامہ الفضل کے مطالعہ سے بہت سے نکات سمجھنے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك۔

•مکرم آر آر قریشی

الفضل کا ہر شمارہ میرے علم میں بہت سی نئی ایمان افروز باتوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ دینی اور دنیاوی بہت سارے علوم کی واقفیت ہو رہی ہے۔ الحمد للّٰہ۔

•مکرم اے آر بھٹی

الفضل کا پہلا صفحہ ہی ایسی تربیت گاہ ہے جس سے ہمارا سارا خاندان مستفید ہوتا ہے۔

•مکرمہ منزہ سلیم۔جرمنی

الفضل آن لائن کا روزانہ شمارہ پڑھ کر بہت دلی سکون ملتا ہے۔ جب تک پورا الفضل پڑھ نہ لوں اور افادہ عام کے لئے اسے ٹویٹر اور انسٹا گرام کے اسٹیٹس پر نہ لگا لوں سکون نہیں ملتا۔

•مکرم تیمور احمد خان

خاکسار روزانہ الفضل کا مطالعہ کرتا ہے خاص کر پہلے صفحے کا اور آخری صفحے کا۔ فقہی کارنر، ایک سبق آموز بات اور دعا کا تحفہ بہت اچھے مضامین ہوتے ہیں۔

•مکرمہ نصرت قدسیہ وسیم۔فرانس

سارا الفضل ہمیشہ ہی علم وحکمت سے بھرا ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ الفضل کو ایک استاد کی حیثیت حاصل ہے۔

•مکرمہ کوثر ضیاء

الفضل آن لائن ہمیشہ کی طرح پر اثر، معیاری، معلوماتی اور روحانی بالیدگی کے سامانوں سے لیس احباب جماعت کے لئے ایک زبردست جریدہ ہے۔ مستقل سلسلے تو سارے ہی زبردست ہیں۔ پیارے امام کی طرف سے بنیادی مسائل کے جوابات ذہن کی گرہیں کھولنے والے تھے۔ مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا تو مقصد زندگی ہونا ہی چاہئے۔ سو سال قبل کا الفضل دلچسپ سلسلہ ہے۔ دیوسائی اور کسارا جھیل کی سیر کی۔ اسیران راہ مولا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں نے تو دل موم کر دیے تھے ہر پڑھنے والے کے جذبات سوا تر تھے۔ خدا تعالیٰ یہ ساری دعائیں اس وقت کے سارے پیاروں کے حق میں بھی قبول فرمائے جو اسیری کے شب و روز گزار رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف منعقد کیے گئے مشاعرے کی روداد ایڈیٹر صاحب کے قلم سے لکھی گئی تھی، اس نے بہت مزا دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو وہیں حاضر پایا۔ ’’اپنے جائزے لیں‘‘ اور ’’جماعت احمدیہ کا نظام خلافت‘‘ سوچوں کو نئی جہت دینے والے مضامین تھے۔ یقیناً اس کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں اور آپ کے زیر نگرانی ساری ٹیم کی کاوشیں ہیں۔

•مکرمہ منزہ خالد۔جرمنی

’’آن لائن الفضل‘‘ کے علمی مضامین سے ذہن کو ایسی جلا ملتی ہے کہ اب اللہ کے فضل سے الفضل میں مضامین لکھ کر اس قلمی جہاد میں حصہ لینے کی توفیق پا رہی ہوں۔ یہ اخبار مختلف، خوبصورت اور خوشنما رنگوں پر مشتمل اخبار ہے۔ جو دینی علم کے اعتبار سے، خلیفۂ وقت سے لازوال محبت اور اطاعت کے جذبات کا اظہار، معلوماتی مضامین اور زبان و ادب کی خوش ذائقہ چاشنی کے ساتھ ہمیں گھر بیٹھے مختصر، منتخب اور مستند حالات حاضرہ سے باخبر اور یک جہتی کا ماحول میسر کر رہا ہے۔

•مکرمہ درثمین خان۔جرمنی

میں نے اپنے لیپ ٹاپ میں الفضل اخبار کے نام کا ایک فولڈر بنایا ہوا ہے۔ پیارا الفضل بہت ساری مفید اچھی مختلف انفارمیشن کا مجموعہ ہے۔ as a chief librarian اپنے users کو مختلف موضوعات پر انفارمیشن دینے کے لیے میرا پیارا الفضل میرے لیے assistan لائبریرین کا کام کرتا ہے۔

•مکرمہ سدرۃ المنتہیٰ۔کینیڈا

اس رسالہ میں علمی مضامین کو پڑھنے اور ان پر تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور مسیح دوراں اور خلیفۂ وقت سے جڑے تمام روحانی مائدہ کی اشاعت کا بھی ایک خوبصورت سلسلہ پڑھنے کو ملتا ہے۔

•مکرم خالد ملک

الفضل کا احمدیوں کی تعلیم و تربیت میں بہت حصہ رہا ہے۔ جس کو الفضل آن لائن خوب نبھا رہا ہے۔

•مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔سسکاٹون، کینیڈا

روزنامہ الفضل آن لائن کی ہمارے گھروں میں آمد کی برکت سے ہر روز ہم قرآنِ کریم کی ایک آیت اور ایک حدیث یاد کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسی احادیث مبارکہ الفضل کی زینت بنتی ہیں جو پہلی دفعہ الفضل کی وساطت سے پڑھنے کو ملتی ہیں۔

•مکرم بشارت احمد شاہد۔مبلغ سلسلہ، لٹویا

الفضل کا معیار بہت اچھا اور معیاری ہے۔ معلومات سے بھرپور۔ ربوہ کی کمی دور ہوگئی ہے۔ اسے دیکھ کر ربوہ کا سابقہ دور یاد آجاتا ہے جب ہر روز اخبار گھر میں آتا تھا۔ میں روزانہ ہی تقریباً الفضل کے کسی ایک آرٹیکل کا قرغیز اور ازبک زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب (web) پر ڈال دیتا ہوں۔ جو لوگوں کے علم و ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا رہتا ہے۔

•مکرم رانا عبدالرزاق خان۔ایڈیٹر قندیل، لندن

تمام مضامین ہی دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں جنہیں پڑھ کر خوشی ہوتی ہے اور بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ الفضل نے ماشاء اللہ بہت ترقی کر لی ہے اور کافی وسعت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا بھر کے اردو قارئین کے پاس الفضل کے سوا ہے ہی کیا، پڑھنے کو۔ جس میں خبریں، اطلاعات ملتی ہے۔ اور حضرت خلیفہ وقت کا خطبہ جلد پڑھنے کو مل جاتا ہے۔

•مکرمہ بشریٰ ارشد والدہ مکرم کامران ارشد شہید۔کینیڈا

جس طرح کسی دعوت پر کھانے سے قبل مزید Appetiser مل جائے تو وہ اتنا کھا لیا جاتا ہے کہ بعد میں مزید کھانے کی ضرورت کم ہی رہتی ہے یہی کیفیت الفضل کی ہے۔ الفضل کے مطالعہ سے طبیعت سیر ہو جاتی ہے۔

•مکرمہ شمیم اختر۔مسی ساگا۔کینیڈا

الفضل اخبار میں اردو کے اسباق کا سلسلہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔ ہم اردو بولنے والے بھی جو اردو کے قواعد وضوابط سے نا آشنا تھے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

•مکرم مبشر احمد

الفضل آن لائن شاندار اور لاجواب مضامین سے پر ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے حصول میں لاجواب ہے۔

•مکرمہ لبنیٰ بشارت۔جرمنی

آن لائن الفضل پڑھنے کا ایک الگ سے مزا ہے۔ ہر روز ایک موضوع پر مختلف پیرائے میں لکھے گئے بہترین مضامین تربیت اور اصلاح کے ساتھ ساتھ ذہنی تروتازگی کا باعث بنتے ہیں۔

•مکرم سید عمار احمد۔جرمنی

ماشاءاللہ بہت ہی زبردست اخبار ہے۔ مجھے اپنی بہت سی کمزوریاں اس کو پڑھتے ہی سمجھ آجاتی ہیں۔

•مکرم زاہد محمود

الفضل کا اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی دعاؤں اور خاص توجہ کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود بیٹے اور موعود خلیفہ کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ خلافت احمدیہ کے اب تک کے تمام دور میں الفضل نہ صرف خلفاء کی توجہ سے فیض اٹھاتا رہا ہے بلکہ جماعت کا آرگن ہونے کے باعث احباب جماعت کی روحانی، علمی، قلمی، لسانی اور قلبی تسکین کے سامان بھی بہم پہنچاتا رہا ہے۔ خلفاء کی تحریکات دراصل خدائی تحریکات کا ظل ہوتی ہیں اور روح القدس سے خدا ان میں مدد کر رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کے نتائج بھی غیر معمولی اور خارق عادت ہوتے ہیں۔ الفضل کا آغاز ایک خلیفہ کے منشاء اور پسندیدگی کی سند لے کر ہوا اور جاری کرنے والا آئندہ ہونے والا موعود خلیفہ، معاملہ نورٌ علیٰ نور، اس لئے نتائج بھی نورٌ علیٰ نور۔

•مکرمہ صدف علیم صدیقی۔کینیڈا

مربی کا مطلب عموماً پالنے پوسنے والا، پرورش کرنے والا، تربیت کرنے والا، سرپرست، پشت پناہ، دست گیر، حامی کے زمرے میں آتا ہے۔ ہماری جماعت میں مربی سلسلہ سے مراد جماعت کی تربیت کرنے والا، ایک ایسا شخص جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نہ صرف علم رکھتا ہو بلکہ خود اس کا بہترین نمونہ ہو اور احباب جماعت کو ان پر کاربند کروانے والا ہو۔ الفضل آن لائن ایک مکمل پیکج پر مبنی اخبار ہے جس میں روزانہ ایک منتخب موضوع پر قرآنی آیات، احادیث، حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقوال، خلفاء کے ارشادات، تربیتی، علمی، معاشرتی مضامین کا ملا جلا سلسلہ جو نہ صرف ازدیادِ علم کا باعث ہوتا ہے بلکہ ایک طرح سے یاد دہانی کا کام بھی کرتا رہتا ہے۔ جو باتیں ذہن سے محو ہونے کا اندیشہ ہو ان کی بھی یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح خطبات اور مختلف جلسہ جات کے لیے تقاریر کے لیے حوالہ جات کی فراہمی بھی الفضل نہایت سہل بنا دیتا ہے۔ غرض کہ ایک سال تک بغور اس کا مطالعہ مربی کو اچھا مربی اور ایک بظاہر معمولی تعلیم رکھنے والے کو مربی بنا دیتا ہے اور وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی عمدہ طریق پر تربیت کر سکتا ہے۔

•ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ویلز یو کے

الفضل مائدہ عظیم ہے۔ یہ ایک منی گوگل ہے، جس سے ہم ہر مطلوبہ دینی مواد جلد تر پا لیتے ہیں۔ الفضل ہم سب کیلئے مناسب حال مضامین کے ساتھ ہماری تربیت (جو ہماری ہوگی تو بچوں کی کر پائیں گے) کا منظم بندوبست کرتا ہے، لائق صد تحسین ہے۔ تمام الفضل کی ٹیم اور لکھاری قابل تحسین

ہیں۔ سب کیلئے دعائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حم السجدة:34) اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

الفضل اس مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ قارئین کو بھی چاہیے کہ ممکن حد تک بہتی نہر سے فائدہ اٹھائیں، ناشتہ سے قبل سرورق بچوں کے سامنے بلکہ بچوں سے پڑھوایا جائے، کیونکہ یہ اقتباسات قرآن کریم کی آیت اور احادیث سے موزوں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اداریہ تو بہت سے مضامین کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

• مکرمہ امۃ الشافی رومی۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جاری کردہ اخبار الفضل ایثار و قربانی کے زیور سے آراستہ، خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار، مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو پانے کا عزم لے کر الفضل آن لائن کی صورت میں ہمیں ہر روز میسر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و ارشادات اور بالخصوص فرمان وارشادات خلیفہ وقت سے مزین ہر روز ہماری تربیت کے سامان کر رہا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ خلیفہ وقت اور افراد جماعت کے بیچ تعلق اور خلافت سے وابستگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ پیارے آقا کی صحبت ہمیں ہروقت میسر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ خدا کے فضل سے اس کے تربیتی فیچرز میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر فیچر تربیت کا ایک نیا رنگ لئے ہوئے ہے۔ ذیلی تنظیموں کیلئے تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ الفضل کے ذریعہ سے ہر تاریخی دن اور ہر موقع کی مناسبت سے قیمتی مواد کا میسر ہو جانا اور صبح ہی واٹس ایپ گروپ کی زینت بن جانا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ الفضل کے ہر مضمون کا الگ آن لائن لنک بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ یوکے 2022ء کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے ذیلی تنظیموں کے قیام، اغراض و مقاصد پر خصوصی شماروں کی اشاعت ہمارے لئے ایک قیمتی خزانہ مل جانے کے مترادف ہے اور تمام ذیلی تنظیموں کیلئے ادارہ کی یہ کاوش قابل ستائش ہے۔ الفضل صحبت صالحین کا بہترین ذریعہ ہے۔ جہاں الفضل خدا کے برگزیدہ اور پیارے بندوں کی سیرت و کارناموں کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہاں افراد جماعت کی زندگیوں پر مضامین اور ان کے بے مثال نمونے پیش کر کے ہمیں اپنے جائزے لینے اور نیکیوں میں بڑھنے کی ترغیب دلاتا ہے۔

• مکرمہ عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ

الفضل کے ذریعہ ہمیں ایسی معلومات ملتی ہیں جو شاید ہم جیسے عام قاری کی نظر سے ہمیشہ اوجھل ہی رہیں اگر وہ الفضل میں شائع نہ ہوں۔ الفضل نے ہمیشہ علمی پیاس بجھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

• مکرم محمد عمر تماپوری۔ کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا

الفضل سے ہر طبقہ فکر فیض حاصل کر رہا ہے۔ نئے قلمکاروں کی مستقبل قریب میں قلمی جہاد کرنے والوں کی ایک نئی فوج تیار ہو رہی ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں مصروف رہے گی۔ ان شاءاللہ۔ نئی ٹیکنالوجی اور نیا زمانہ اس بات کا متقاضی تھا کہ ان کی انہی خطوط پر رہنمائی ہو۔ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بہت ضروری ہے۔ اس سے ان کی ہمت بندھی رہے گی اور آگے سے آگے بڑھنے کا جذبہ بنا رہے گا اور الفضل سے رشتہ ٹوٹنے نہیں پاتا۔ ان گنت لوگوں کا اخبار سے جڑ جانا اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ میرے جیسے کم علم اور کم فہم انسان کے لیے آپ کے اداریوں پر تبصرہ کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے۔ اسی بنا پر بعض دفعہ آپ کے اداریوں پر خاموشی رہتی ہوں کہ میرے الفاظ اس کا حق ادا نہیں کر پاتے۔

میں پہلے بھی لکھ چکی ہوں عالمی سطح پر حالات حاضرہ کے مطابق روزانہ باقاعدگی سے اداریے تحریر کرنا جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں بہت بڑا کام ہے جو آپ کو نصیب سے ملا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

• مکرمہ فائقہ بشریٰ۔ بحرین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خاکسار کو ابتدا سے ہی اس پیارے اخبار الفضل آن لائن کو پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا ہی احسان ہے کہ دنیا کہ ان ممالک میں جہاں یہ اخبار کسی بھی وجہ سے کاغذی صورت میں نہیں پہنچ سکتا تھا اب آن لائن ہونے کی وجہ سے ہوا کے دوش پر سفر کر کے ہر روز روحانی مائدہ فراہم کرتا ہے۔ علم میں اضافہ کا باعث اور عملی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر مختلف انداز میں پر اثر نصائح کرتا ہے۔ الفضل آن لائن تو ہر گھر میں مربی ہے اور تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

• مکرم عامر احمد طارق

ہمارے ہاں انتہائی مکروہ اور ظالمانہ قوانین کے بعد جہاں خلافت اور افراد جماعت کی بیرون ملک ہجرت ہوئی وہاں روزنامہ الفضل انہیں سختیوں کے بعد پاکستان سے ہجرت کر گیا۔ بعد اس ہجرت کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور آپ کی ہدایت و رہنمائی میں اعلیٰ سے اعلیٰ علمی معیار کو قائم کرتا ہوا ہجرت کے انعامات حاصل کر رہا ہے۔ جہاں چند سال پہلے یہ روزنامہ الفضل چند ہزار لوگوں تک محدود تھا آج اس کے قارئین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ جو دشمنان کی مخالفت اور ان کے حسد پر ایک کاری ضرب ہے۔ ایڈیٹر صاحب الفضل اور ان کی ٹیم خاص مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

• مکرمہ صادقہ مرزا۔ آٹوا کینیڈا

اخبار الفضل آن لائن آج کے دور میں ایک رحمت خداوندی ہے۔ اس میں کہیں خدا کا فرستادہ یہ کہتا سنائی دیتا ہے میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ کہیں قرآن مجید کی سورتیں کرنوں کی صورت دل و دماغ کو روشن کر رہی ہیں۔ کہیں حدیث دل میں اجالا کر رہی ہے۔ کہیں ذکر حبیب ہے جس میں حکمت کی باتیں خوبصورت موتیوں کی طرح بکھری ہوئی ہیں۔ امن کے راستے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے طریق ہیں۔ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے ہیں۔ چندہ کی اہمیت کی وضاحت ہے۔ غرض زندگی کی تمام اغراض و مقاصد کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ کرے ہم اس سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ہوں۔

آمین ثم آمین۔

• مکرمہ قدسیہ محمود سردار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ''الفضل اخبار'' 1913ء میں جاری ہوا۔ پھر وقت بدلا، حالات بدلے، زندگی کے قاعدہ و قانون کے تحت بہت کچھ بدل گیا۔ نہیں بدلا تو ''روزنامہ الفضل'' کا عظیم الشان مقام جو آج بھی بے شمار جماعتی اخبارات و رسائل میں نمایاں ہے۔ جماعت احمدیہ کے علم و ادب کے آسمان پر ''روزنامہ الفضل'' ایک جھومر کی سی حیثیت رکھتا ہے جس کا ہر شمارہ روحانی ترقی کا زینہ، جس کا ہر صفحہ ضیائے خلافت کے حسین رنگ لئے ہوئے، جس کی ہر سطر دعا ہی دعا اور ہر لفظ روشن روشن۔ ''روزنامہ الفضل آن لائن'' کے سنگ ہم اللہ تعالیٰ اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ، کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات، پیغامات، ارشادات، ہدایات، دروس، کلاسز کے روحانی مائدہ سے مستفید ہوتے ہیں بلکہ یہ ہر احمدی کے لئے درس گاہ ہے جس میں وہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے۔

ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ہم بھی اب اپنے بچوں کو ''روزنامہ الفضل آن لائن'' کے طلسم کی اسی ڈور سے باندھ دیں جس میں ہمیں ہمارے بڑوں نے باندھا تھا کہ آج بھی ہم ''الفضل'' کے اس سحر کے حصار میں ہیں۔ تا کہ ہمارے بچے بھی اس علمی، اخلاقی، تربیتی نہر سے مستفید ہو کر روحانی پاکیزگی حاصل کریں اور اس اخبار کے توسط سے نئی نسل کا نظام خلافت کے ساتھ تعلق مزید مضبوط ہو۔ روزنامہ ''الفضل'' تو نئی نسل کو نظام خلافت سے جوڑنے کا اہم ترین وسیلہ ہے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زریں اور قیمتی ارشادات مبارکہ پڑھ کر ہم خود بھی ان پر صدق دل سے عمل کریں بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ ہمارے بچے بھی اس کو پڑھیں اور ان کو حرز جان بنا کر آپ کی کامل اطاعت کریں۔ تبھی ہم برکات خلافت حاصل کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مخزن العلوم اور عرفان و حکمت کے چشمہ کو ہمیشہ کامیابیوں سے نوازتا رہے۔ اور یہ ہر گھر، آنگن میں روشنی پھیلاتا رہے۔ آمین۔

دعا کا تحفہ

مسجد سے باہر نکلنے کی دعا

جب آنحضرتؐ مسجد سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسمِ اللّٰهِ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِی ذُنُوبِی وَافتَحْ لِی اَبوَابَ فَضْلِكَ

(ابن ماجہ، المساجد، وترمذی، الصلوٰة)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ (مَیں داخل ہوتا ہوں) اور درود اور سلام ہوں رسول اللہؐ پر۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 57-58)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

عرفان احمد

شہد کے مختلف رنگ اور ان میں شفاء

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورۃ النحل میں فرماتا ہے۔ ان مکھیوں کے پیٹوں سے (تمہارے) پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگوں کی ہوتی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے شفاء (کی خاصیت رکھی گئی) ہے۔

(النحل:70 ترجمہ از تفسیر صغیر)

دنیا میں شہد ایک واحد شرینی ہے جو کئی سالوں تک محفوظ رہ سکتی ہے بلکہ مختلف چیزوں کو خراب ہونے سے بچاتی بھی ہے چنانچہ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’دوسری تمام شرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنے والی لکھا ہے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے۔ آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربے کئے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 5 نیا ایڈیشن صفحہ 66)

شہد کو قدیم زمانہ سے ہی زخموں اور بیماریوں کے علاج کے لیے بطور دوا کے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ مختلف روایات و احادیث بھی ملتی ہیں جن میں شہد سے علاج کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرا بھائی پیٹ کے مرض میں مبتلا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ وہ دوسری بار آیا تو پھر آپ نے اس کو شہد پلانے کی تاکید کی۔ اسی طرح تیسری مرتبہ بھی آیا۔ پھر جب چوتھی مرتبہ بھی آ کر اس نے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہوسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام تو سچائی ہے۔ اس کو پھر شہد پلاؤ اس نے اس مرتبہ جا کر جب شہد دیا تو اس کو شفاء نصیب ہوگئی۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب الدّاء بالعسل)

اس مندرجہ بالا حدیث سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ شہد میں شفاء ضرور ہے۔ اس میں شک نہیں لیکن اس کے طریقہ استعمال پر علاج کا بہت زیادہ انحصار ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا شخص کو چار مرتبہ شہد کھلانے سے شفاء ہوئی تو جب تک مرض کے مطابق خوراک نہ دی جائے تو کیسے شفاء ہوگی؟ پھر اسی طرح جو خدا تعالیٰ نے اس کے مختلف رنگ بیان فرمائے ہیں۔ اس سے بھی یہی مراد ہے کہ اس کی کھیاں مختلف رنگوں کے پھولوں اور پھلوں سے رس لی کر شہد بناتی ہیں جن کی اجزائی ترکیب مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بالکل درست ہے کہ ایک قسم کا شہد ہر بیماری کا علاج نہیں ہوسکتا کیونکہ علاج بالمثل کے طور پر بھی جائزہ لیا جائے تو ہوسکتا ہے جس مرض کا علاج ہم اس خاص شہد سے کر رہے ہوں اس کے بالمثل اجزا اس میں موجود نہ ہوں۔

اور اگر اسی طرح علاج بالضد کے اصول سے جائزہ لیں تو ہوسکتا ہے کہ اس خاص شہد میں مرض کی ضد موجود ہی نہ ہو۔ اس لیے جو بھی شہد ہم کسی بیماری کے لیے استعمال کریں تو سب سے پہلے ہمیں اس کے متعلق علم ہو کہ یہ کن پھلوں یا پھولوں سے تیار کردہ شہد ہے تاکہ اس کے مطابق مرض کے علاج کے لیے استعمال ہو سکے۔

اب میں شہد کی چند اقسام کا ذکر کرتا ہوں جن کے رنگ مختلف ہیں اور ان کے اجزاء بھی مختلف ہیں اور مختلف بیماریوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

کیکر ببول کا شہد

ببول کا شہد ہلکا شفاف رنگ رکھتا ہے۔ نازک مہک اور خوشگوار ذائقہ ہوتا ہے۔ یہ ایک دودھ دار سفید رنگ اختیار کرتے ہوئے کرسٹلائز ہوتا ہے یہ شہد زیادہ مائع پر مشتمل ہوتا ہے۔ عام ٹانک کے ساتھ ساتھ معدے، کھانسی اور مردانہ طاقت کو تقویت دینے کے لیے اور گردوں کے دیگر امراض کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سورج مکھی کا شہد

اس شہد کا رنگ ہلکا سنہری ہوتا ہے۔ ذائقہ بہت خوشگوار اور بہت دھیمی سی مہک ہوتی ہے۔ یہ بہت تیزی سے کرسٹلائز ہوتا ہے۔ اس میں بہت زیادہ غذائیت اور اینٹی بیکٹیریل خصوصیات ہوتی ہیں۔ اس میں وٹامن اے، بی اور وٹامن ای کی بہت کثرت ہوتی ہے۔

رس بری کا شہد

رس بری کا شہد ہلکا رنگ، حیرت انگیز ذائقہ اور بہترین مہک رکھتا ہے۔ رس بری شہد کا ذائقہ بہت گھلنے والا ہوتا ہے۔ ایسے کہ منہ میں ڈالتے ہی پگھل جاتا ہے۔ یہ شہد رس بری کے باغات اور جنگلی رس بری سے تیار ہوتا ہے۔ رس بری کا شہد نزلہ زکام کے ساتھ ساتھ وٹامن کی کمی اور گردے کی بیماریوں کے لیے عام ٹانک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

مکئی کا شہد

مکئی کے پھولوں سے تیار کردہ شہد گہرا پیلا اور بھورے رنگ کا ہوتا ہے ترش ذائقہ اور ہلکی سی مہک رکھتا ہے۔ یہ شہد بہت جلد سخت ہوجاتا ہے۔ یہ شہد ایسے افراد کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے جو بھوک کی کمی کا شکار ہوں۔

سرسوں کا شہد

سرسوں کا شہد سبزی مائل پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ شہد کرسٹلائز ہو کر کریمی شکل اختیار کرتا ہے۔ یہ باریک دانے دار اجزاء رکھتا ہے یہ شہد نظام تنفس کی بیماریوں مثلاً سانس میں تکلیف، کھانسی بلغم وغیرہ کیلئے تجویز کیا جاتا ہے۔

پودینہ کا شہد

شہد کی کھیاں پودینے کے پھولوں کا رس چوس کر شہد تیار کرتی ہیں اس کا رنگ عنبری ہوتا ہے۔ بہت ذائقہ دار خوشبو ہوتی ہے۔ اس میں وٹامن

سی کی بہت زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔ یہ پیلے رنگ کے چھوٹے دانوں کی شکل میں کرسٹلائز ہوتا ہے۔ اینٹی سیپٹک ہوتا ہے۔ نظام انہضام کی بیماریوں کے لیے بہت مفید ہے۔

پہاڑی شہد

پولی فلورل شہد میں پہاڑی شہد زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے۔ 1000 میٹر کی اونچائی پر یہ تیار ہوتا ہے۔ پائن کے درختوں کی شفایابی کی خصوصیات کا حامل یہ شہد بہت ساری بیماریوں کے علاج کے طور پر شہرت رکھتا ہے۔ اس شہد کا رنگ پھولوں کے حصول آب و ہوا مٹی کی ترکیب موسم کی گرمی سردی پر منحصر ہوتا ہے اور اس میں مکھی کی نسل کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ یہ شہد نظام تنفس کی بیماریوں میں مفید جانا جاتا ہے۔

الغرض شہد کی بے شمار اقسام اپنے اجزاء خصوصیات اور رنگوں سے ممتاز ہیں اور ہر شہد اپنے اندر ایک نئے مرکب کی عکاسی کرتا ہے جو مختلف بیماریوں کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ اتنا وسیع تحقیق کا میدان ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ شہد میں سوائے موت کے باقی تمام بیماریوں کا علاج موجود ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں تحقیق کا ایک سمندر رکھا ہے ضرورت صرف اس میں غوطہ لگانے کی ہے فرمایا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ (النحل:70) کہ یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے بہت بڑا نشان ہے۔

صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ

احباب و خواتین کے علم میں ہے کہ امسال 25 دسمبر 2022ء کو لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے قیام کو 100 سال بیت رہے ہیں۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

ادارہ الفضل آن لائن اس موقع پر شکرانہ کے طور پر خصوصی نمبر کی اشاعت کرنے جا رہا ہے۔ لہٰذا

1. شعراء سے اس موقع کی مناسبت سے منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔
2. اگر مختلف ممالک میں لجنہ کی مساعی پر لجنہ کی عہدیدار کوئی نوٹ لکھ کر Info@alfazlonline.org پر مؤرخہ 29 اکتوبر بروز ہفتہ تک بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گا۔
3. لجنہ کی مالی قربانی سے بننے والی مساجد و دیگر عمارات کی مختصر تاریخ مع تصاویر یا کسی اور قسم کی اہم تاریخی مساعی ہو تو اس کی بھی رپورٹ بھجی جا سکتی ہے۔

تعاون کی مکرر درخواست ہے

(ابو سعید۔ ایڈیٹر الفضل آن لائن)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خط

محمد کولمبس خاں۔مہدی آباد سے تحریر کرتے ہیں:

الفضل بطور روحانی خوراک

خاکسار کو روزانہ الفضل آن لائین جس کا لنک مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر صاحب کے ذریعہ روزانہ فوراً مل جاتا ہے اور اسے پڑھ کر ہی سونے کے لئے جانا ہوتا ہے۔ اس احسان باری تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین الفضل کے ذریعہ روزانہ ہماری تربیت کے لئے، اسلام کی تعلیم پر مبنی قرآن و حدیث ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کے ارشادات اور پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ فرمان کے ذریعہ، روحانی خوراک باقاعدگی سے فراہم ہو جاتی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اِس احسن خدمت کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

’’الفضل‘‘ کی وساطت سے دنیا بھر میں جماعت پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے احسانات سے آگہی بھی ملتی ہے جو ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

مؤرخہ 6/ اکتوبر 2022ء کے الفضل میں ایک علمی مضمون بابت ریزوننیس Resonance عزیزہ فرحت سلطانہ بھٹی کا شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے جدید سائنسی تحقیق سے انسان کی روحانی کیفیات پر دلیل قائم کی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ مضمون نگار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ’’الہام، عقل، علم اور سچائی‘‘ کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے علم میں برکت ڈالے اور ترقیات سے نوازے۔ آمین

بقیہ: ڈائری عابد خان سے ایک ورق..... از صفحہ 9

ہے۔ مجھے آپ کے سامنے بیٹھنے کا موقع ملا آپ کو دیکھنے کا اور سننے کا موقع ملا۔ میں کس قدر خوش قسمت ہوں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری عزت اور شرف حضور انور کی ہر ہدایت کی فرمانبرداری میں ہے۔ اگر میں امن سے رہنا چاہتا ہوں تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ میں حضور انور کی ہر بات کو سنوں اور اس پر عمل کروں۔‘‘

(ہالینڈ میں) لندن سے آئے کچھ مہمانوں سے ملاقات

حضور انور کے دورے کے ابتدائی ایام میں Jonathon Butterworth صاحب اور ان کی اسپینش اہلیہ محترمہ ماریہ صاحبہ بھی Nunspeet مشن ہاؤس میں رہائش پذیر تھے۔ وہ اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ مختصر رخصت پر آئے تھے۔ مکرم Jonathon صاحب اور ان کی اہلیہ نومبائعین میں سے ہیں۔ تاہم جب آپ ان سے بات کرتے ہیں یا ملتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ پیدائشی احمدی ہوں۔ یقینی طور پر جب میری Jonathon صاحب سے بات ہوئی تو میں اپنے احمدیت کے معیار پر نادم تھا اور اس دورہ ہالینڈ کے دوران میری ملاقات ان کی اہلیہ سے بھی ہوئی اور جماعت کے لیے ان کا اخلاص بھی خوب عیاں تھا۔

اس شام حضور انور کا پروگرام ڈچ پارلیمنٹ جانے کا تھا۔ اس لیے یہ دونوں میاں بیوی حضور انور کی رہائش کے باہر سڑک پر کھڑے تھے تا کہ گاڑی کی طرف جاتے ہوئے حضور انور کو ہاتھ ہلا کر محبت کا اظہار کر سکیں۔ مجھے ان سے ملنے کا موقع ملا اور میں نے ماریہ صاحبہ سے پوچھا کہ Nunspeet میں ان کا قیام کیسا گزر رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ انہیں لگ رہا ہے جیسے وہ کسی اور دنیا میں ہوں اور اپنی خوشی کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ وہ ہالینڈ میں حضور انور کی اس قدر قربت میں رہ رہی ہیں۔

Jonathon صاحب بھی حضور انور کو دیکھنے کی وجہ سے بہت خوش تھے اور اگرچہ یہ دونوں مسجد فضل لندن کے قریب رہتے ہیں تاہم حضور انور کی قربت میں کسی دوسرے ملک میں رہنا ان کے لیے ایک خاص اور بہت special تجربہ تھا۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

ایک سبق آموز بات

سوچ

ان لوگوں پر کبھی یقین نہیں کرنا چاہئے جو لوگوں کی باتیں آپ کو بتاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کی سوچ تین طرح کی ہوتی ہے۔ چھوٹی سوچ کے لوگ، چیزوں اور لوگوں کی باتیں کرتے ہیں، درمیانی سوچ والے واقعات پر بات کرتے ہیں، جبکہ بڑی سوچ کے مالک ہمیشہ نظریات پہ بات کرنا پسند کرتے ہیں۔

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

10/اکتوبر2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:58	18:00
مدینہ منورہ	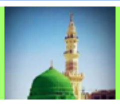	04:59	18:00
قادیان		05:07	18:03
ربوہ		04:47	17:42
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:48	18:22

فقہی کارنر

رکوع وسجود میں تسبیحات کے بعد اپنی زبان میں دعا کرنا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’دعا نماز میں بہت کرنی چاہئے‘‘ نیز فرمایا ’’اپنی زبان میں دعا کرنی چاہئے لیکن جو کچھ رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے اس کو انہیں الفاظ میں پڑھنا چاہئے مثلاً رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وغیرہ پڑھ کر اور اس کے بعد بیشک اپنی زبان میں دعا کی جائے‘‘ نیز فرمایا کہ ’’رکوع وسجدہ کی حالت میں قرآنی دعا نہ کی جائے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور اعلیٰ شان رکھتا ہے اور رکوع اور سجدہ تذلل کی حالت ہے۔ اس لئے کلام الٰہی کا احترام کرنا چاہئے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 166-167)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)